عثمان ذوالنورین

یعنی

سوانح عمری حضرت عثمان رضؓ

مرتبہ

جناب مولینا مولوی محمد نفیع صاحب حکیم سند یافتہ دہلی

ساکن ڈوگراں والہ ضلع گوجرانوالہ حال مقیم سیالکوٹ

حسب فرمائش

کریم بخش منیجر و ایڈیٹر رسالہ انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

سنہ ۱۳۲۰ھ

مفید عام پریس شہر سیالکوٹ میں کریم بخش کے اہتمام

(بار اول) سے چھپی (قیمت فی جلد ۱؎)

حمائل شریف مترجم اُردو طول ۶ انچ عرض ۳ انچ - اس حمائل شریف کا ترجمہ شاہ عبد القادر صاحب دہلوی کا ہے اعلیٰ درجہ کا کاغذ خوشخط خوشنما - ہر ایک پارہ علیحدہ علیحدہ صفحہ سے شروع ہوتا ہے - قیمت مجلد . . . . . ۸ عـ

حمائل شریف مترجم اُردو طول ۱۰ انچ عرض ۳ انچ - اس حمائل شریف کا ترجمہ بھی شاہ عبد القادر صاحب دہلوی کا ہے اور شروع میں فہرست مضامین اور اخیر پر لغات القرآن قیمت ۸ عـ

قرآن مجید ساده کاغذ سفید جلد انگریزی طول ۱۰ انچ عرض ۶ انچ حجم ۲۰۳ صفحہ قیمت ۱۳ عـ

قرآن مجید ساده کاغذ سفید جلد چمڑہ مرصع کار ۱۰×۶ انچ حجم ۱۱۲ صفحہ قیمت . . ۱۴ عـ

قرآن مجید " " " " ۱۰×۶ " حجم ۵۰۰ صفحہ . . . . ۱۴ عـ

قرآن مجید حنائی " " " " " " " " ۸ عـ

حمائل شریف مترجم اردو خاشده " " ۱۰۵×۳ انچ حجم ۵۲ صفحہ قیمت . . ۸ عـ

قرآن مجید ساده کاغذ " " " ۱۰×۶ انچ حجم ۴۴۵ صفحہ قیمت ۴ عـ

قرآن مجید حنائی . . . . . ۸ عـ

قرآن مجید ساده کاغذ سفید جلد چمڑہ مرصع کار ۱۱×۷ انچ حجم ۱۱۲ صفحہ قیمت . . ۱۱ عـ

قرآن مجید مترجم " " " ۶ انچ " ۷۹۶ " . . . ۱ ے

" کاغذ مصری . . . . . ۱ عـ

پیارے نبی کے پیارے حالات اس کتاب کے نام ہی سے ظاہر ہے کہ یہ کیسی پیاری کتاب ہے کوئی مسلمان نہیں جس کو اپنے پیارے نبی کے پیارے حالات سے سچی محبت اور پیار نہ ہو اس کتاب میں آنحضرت ص کے حالات بابرکات ولادت سے وفات تک ایک ایسے عجیب ڈھنگ سے لکھے گئے ہیں کہ آجتک ایسی نظیر دنیا میں نہیں ملسکتی - شروع میں تمام انبیاء کے حالات مندرج ہیں اور بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ حالات کیوں مذکور فرمائے - اس کتاب کو کیسا ہی مخالف اسلام ایک دفعہ دیکھے ممکن نہیں کہ بے اختیار آنحضرت ص کی نبوت کی صداقت پر گواہی نہ دے اٹھے - بات بات میں آنحضرت ص کی نبوت کا ثبوت دیا گیا ہے اور توریت و انجیل و زبور سے جابجا بشارات ذکر کی گئی ہیں جو آنحضرت ص کے حالات سے صاف مطابقت کھاتی ہیں ایک دفعہ اس کتاب کو مطالعہ کر جاؤ - سارا قرآن کریم آپ کی سمجھ میں آجائیگا - بڑے بڑے علماء نے اتفاق کر لیا ہے کہ ایسی پیاری کتاب تا حال کہیں طبع نہیں ہوئی - ہر ایک مسلمان کو اسکا منگانا فرض ہے - اگر پسند نہ آئے تو واپسی کا اختیار ہے - اس سے بڑھکر اس کی عمدگی کا یقین اور کس طرح دلایا جا سکتا ہے قیمت جلد اول ۱۴ عـ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

آنکہ جزمری نیائید اسم ذی النورین ست

سراین معنے کہ می فہمد بجز عقل رسا

اس شعر کے لکھنے سے یہہ غرض ہے کہ اس کتاب میں خلیفہ ثالث حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالی کا ذکر ہے جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے چوتھی جگہ شجرہ نسب میں جا ملتے ہیں۔ چنانچہ عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلعم کے شجرہ نسب میں عبد مناف تک تین باپ ہیں اور حضرت عثمانؓ کے چار باپ ہیں بعد حضرت علی کرم اللہ وجہ کے یہہ ہر چہار خلیفہ میں سے بوجہ شجرہ نسب اقرب بر سولخدا ہیں۔ اُن کی والدہ اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف تھیں اور اروی کی ماں ام حکیم بنت عبد المطلب ہیں یہہ قدیماً اسلام لائیں۔ اور حضرت عثمانؓ کے ہمراہ دو ہجرتیں کیں۔ حضرت عثمان عثمان رض طائف میں بسال ششم عام فیل میں پیدا ہوئے۔

اُن کا اسلام لانا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاتھ پر ہے جب کہ اُن کی عمر ۳۴

سال یا ۳۴ سال تھی۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم ابھی دار ارقم میں داخل نہ ہوئے تھے یہ پہلے شخص ہیں جو بعد حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علی رضؓ اور زید بن حارثہ کے ایمان لائے تھے۔ آپ کی کنیت ابو عبداللہ اور ابو لیلی تھی۔

مناقب

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ لقب ذوالنورین سے مشہور اسلئے ہوئے۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یعنے رقیہ اور ام کلثوم یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئی تھیں۔ علما کہتے ہیں کہ یہہ عزت و شرافت بجز حضرت عثمان رضؓ کے اور کسی کو نہیں ملی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت صلعم نے جب ام کلثوم کو عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بیاہا فرمایا۔ تیرا شوہر شبیہ مرد ہے تیری جد ابراہیم علیہ السلام سے اور تیرے باپ محمد صلعم سے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضؓ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلعم کیخدمت میں تشریف لائے۔ حضرت صلعم کا زانو کھلا تھا اسکو چھپا لیا۔ کہا گیا کہ ابوبکر رضؓ اور عمر رضؓ اور علی رضؓ آئے تو آپنے نہ چھپایا۔ فرمایا میں شرم کرتا ہوں۔ اس سے جس سے فرشتے شرم کرتے ہیں۔ اس کو مسلم نے حضرت عائشہ سے مطولا بیان کیا ہے۔

جابر کہتے ہیں کہ ایک شخص کا جنازہ حضرت اقدس کے پاس آیا۔ حضرت صلعم نے اسپر نماز جنازہ نہ پڑھی کسی نے عرض کی کہ آپ تو کسی جنازہ پر نماز ترک نہیں فرماتے فرمایا انہ کان یبغض عثمان فابغضہ اللہ۔ کہ یہہ عثمان رضؓ کے ساتھ دشمنی رکھتا تھا۔ خدا نے اس کے ساتھہ دشمنی کی۔

ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں لشکر اسلام کو جسقدر سواری اور

نقد و جنس کی ضرورت پڑی تھی حضرت عثمان نے طیب نفس اور استرضاء خدا کے لئے مدد کی تھی۔ اس سبب سے سرور کائنات صلعم اول شب سے لیکر طلوع فجر تک فرماتے رہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ رَضِیْتُ مِنْ عُثْمَانَ فَارْضَ عَنْہُ کہ اے مولا میں عثمان سے راضی ہوگیا۔ تو بھی راضی ہوجا۔ پس اظہار رضاء کے لئے اللہ تعالے نے یہہ آیت نازل فرمائی۔ اَمَّنْ ھُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ اللَّیْلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَۃَ وَیَرْجُوْ رَحْمَۃَ رَبِّہٖ کیا وہ شخص جو فرمانبرداری کرتا ہے رات میں کھڑا ہوکر اور سجدے میں پڑکر اور وہ آخرت سے ڈرتا ہے۔ اور اپنے مربی کی رحمت کی طلب کرتا ہے (یہہ حضرت کی دعا کا اثر ہے) اور حضرت دعا فرمایا کرتے تھے۔ کہ اے عثمان رض تیرے خداوند کریم گناہ معاف کرے جو آگے کئے ہیں اور جو پیچھے کریگا۔ اور جو پوشیدہ کئے تونے اور جو ظاہر کئے تونے اور جو تجھ سے قیامت تک ہونے والے ہیں۔

پھر فرمایا کہ عثمان رض ایسا حیا والا ہے کہ اس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ وہ شخص ہیں جنہوں نے مسلمانوں میں سے پہلی حبشہ کی طرف معہ اپنی بیوی رقیہ ہجرت کی۔ آپ اکثر لڑائیوں میں ہمرکاب رسول خدا صلعم رہے مگر جنگ بدر میں کہ آپ کی بیوی رقیہ بنت آنحضرت صلعم سخت بیمار تھیں اور آنحضرت صلعم نے آپ کو مدینہ ہی میں ٹھیرنے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ وہ بیوی اس مرض میں راہی ملک بقا ہوئی۔ بلکہ دیدار فیض آثار آنحضرت صلعم سے مشرف نہ ہوسکیں۔ کیونکہ حضرت صلعم انیس روز کے بعد مدینہ میں رونق افروز ہوئے تھے۔ حضرت صلعم نے حضرت عثمان کو حصہ دیا اور اُن کا اجر ثابت کیا۔ لہذا وہ اہل بدر سے ہیں۔ جن کی نسبت آنحضرت صلعم نے جنت کی بشارت دی ہے۔

اور بیعۃ الرضوان میں آنحضرت صلعم نے اُن کی بیعت اپنی ہاتھہ سے لی ہے کیونکہ حضرت صلعم نے صلح حدیبیہ کے وقت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو ابوسفیان

اور شرفا قریش کے پاس روانہ فرمایا تھا۔ کہ وہ قریش کو کہیں کہ آنحضرت صلعم بارادہ جنگ نہیں آئے۔ بلکہ وہ زیارت بیت اللہ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جب حضرت عثمان رضؓ نے یہہ بات کہی تو قریش کہتے ہیں کہ تم اگر طواف کرنا چاہتے ہو تو بے شک کرلو۔ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہرگز اجازت نہیں دینگے۔ کہ وہ آکر طواف کریں۔ حضرت عثمان رضؓ نے کہا کہ یہہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کہ میں بغیر اپنے حبیب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے طواف کروں۔ قریش نے حضرت عثمان رضؓ کا یہہ خلوص دیکھ کر خفا ہو کر اُن کو گرفتار کر لیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر پہنچی کہ حضرت عثمان رضؓ شہید ہو گئے ہیں۔ اس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم اب لڑے بغیر نہیں رہیں گے۔ اور اپنے مخالفوں کی خون گرائی بغیر واپس نہیں جائینگے۔ پھر بیعت کا حکم دیا جو ایک درخت کے نیچے اس بات پر ہوئی کہ صحابہ کرام اقرار کریں کہ ہم اپنی جان دینگے اور کفار کو قتل کرینگے۔ اور خود مر جائیں گے۔ مگر اس مقام اور مقابلہ سے نہ ٹلیں گے جد بن قیس کے سوا سب لوگوں نے مرنے کی بیعت کی اس بیعت کو بیعت رضوان کہتے ہیں جس کے لئے ید اللہ فوق ایدیھم کا ارشاد ہے۔ اس میں حضرت عثمان رضؓ موجود نہ تھے۔ اسلئے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھہ حضرت عثمان رضؓ کا ہاتھہ فرض کر کے اپنے دوسرے ہاتھہ پر رکھا۔ اور ان کی طرف سے بیعت لی یہ بیعت ختم نہ ہونے پائی تھی کہ حضرت عثمان رضؓ کی خبر پہونچی کہ وہ قتل نہیں ہوئے بلکہ وہ زندہ ہیں پھر قریش نے صلح کا پیغام بھیجا اور صلح ہو گئی۔

حضرت عثمان رضؓ وہ شخص ہیں۔ جنکو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر ایک نبی کے لئے جنت میں رفیق ہونگے۔ میرا رفیق عثمان ہے۔ اور پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ عثمان ولیی فی الدنیا والاخرۃ کہ عثمان

دنیا اور آخرت میں میرا دوست ہے اور پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ عثمان میزان کے نزدیک واجب النار ۷۰ ہزار آدمی کے شفیع ہونگے۔ اور یہہ بھی فرمایا کہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ جب مرینگے تو انپر ملائکۃ السما نماز پڑھیں گے۔

حضرت عثمان وہ انسان ہیں جب کہ وہ اور حضرت ابوبکر رضہ اور عمر فاروق رضہ اور حضرت محمد رسول اللہ کو ثبیر پر کوہ پر تھے تو اسکو جنبش ہوئی تو آپ نے فرمایا اُسکن ثبیر فما علیک نبی وصدیق وشہیدان کہ اے ثبیر ٹھیرا رہ تجھ پر اسوقت تین بابرکت اور بانعام شخص موجود ہیں نبی صدیق دو شہید یعنے عمر رضہ اور حضرت عثمان رضہ

ایک دفعہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ کا ذکر فرمایا اتنے میں حضرت عثمان رضہ نکلے۔ فرمایا یہہ اسدن ہدایت پر ہوگا۔

حضرت عائشہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان کو فرمایا یقیناً اللہ تجھے ایک قمیص پہنائیگا۔ لوگ اس کے اتارنیکا ارادہ کرینگے تو اُن کے لئے وہ نہ اُتاریو۔ مراد اس سے خلافت ہے۔

عبداللہ بن حجر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فتنہ کا ذکر فرمایا پھر عثمان کے حق میں فرمایا یُقتَلُ ھٰذا فیھا مظلوما کہ یہہ اُس میں ناحق اور مظلوم قتل کیا جاویگا

حضرت عثمان رضہ آنحضرت صلعم کے منشیوں میں سے تھے۔ اور ایک اُن صحابہ میں سے تھے جنہوں نے قرآن شریف کو جمع کیا ہے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو دو دفعہ مدینہ میں خلیفہ چھوڑ گئے تھے۔ جب کہ غزوۃ ذات الرقاع اور غزوۃ غطفان پر تشریف لے گئے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ ایک اُن میں سے تھے جنپر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوئے تھے اور ایک عشرہ مبشرہ سے

ہیں اور یہ اولین مہاجرین میں سے ہیں۔
حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہی نے سلسلہ حفظ قرآن کریم کا جاری کیا تھا
اور جامع بھی قرآن کریم آپ ہی مشہور ہیں۔ گو پہلے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ
تعالےٰ عنہما نے بھی بہت احتیاط اور نہایت تخصیص اور تدقیق سے ایک قرآن مجید کرایا
تھا۔ جس کی ایک نقل آپ نے ام المومنین حضرت حفصہ رضہ کے سپرد کی تھی۔ زمانہ
خلافت حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں لوگوں میں بوجہ تخلیط بعض الفاظ جو
زبان رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم بطور تفسیر منظہر ہوئے تھے۔ اُن کو اصل
عبارت میں شامل کرنے کے باعث اختلاف پیدا ہوتا گیا۔ اپنی اپنی قرأت انہوں
نے شروع کر دی۔ ایسی بے احتیاطی کیحالت کو حضرت عثمان رضہ نے دور کرنے کے
لئے بعض صحابہ کے ساتھ مشورہ کیا۔ اور اُن اختلافات کے دور کرنے کی غرض سے وہ
صحیح نسخہ جو حضرت حفصہ رضہ کے ہاں تھا وہ منگوایا۔ خلیفہ اول حضرت ابوبکر رضہ کے
وقت نہایت تحقیق اور تدقیق سے مرتب کیا گیا تھا پھر نہایت ہی احتیاط اور
صحت سے اور اصح رسم الخط سے کئی نسخے لکھوا کر ملک بملک عراق و شام و مصر میں
اور دیگر ممالک اسلامیہ میں پھیلایا اور وہ کاتب جو قرآن کریم کی تنسیخ پر مقرر ہوئے
تھے اُن صحابہ کے نام نامی یہ ہیں۔

زید بن ثابت رہ سعید ابن العاص رضہ عبدالرحمٰن بن الحارث رضہ عبداللہ بن زبیر
ہشام المخزومی۔ ان پانچوں اشخاص کو حضرت عثمان رضہ کی طرف سے اجازت تھی
کہ اگر کہیں اختلاف قرأت ہو تو اسوقت قریش کی بولی کو ترجیح ہو گی۔ کیونکہ قرآن کریم
بمحاورہ زبان قریش اُترا ہے۔ بعد تنسیخ نسخہ ہائے صحیحہ کے باقی مختلف القرأت
شاذۃ القرأت نسخے سب کے سب جلا دیئے گئے۔ بس ایک وہی صحیح منقولہ نسخہ رہا جو
حضرت ابوبکر رضہ خلیفہ اول اور حضرت عمر رضہ کی باہمی تکرار کے بعد اعلیٰ درجہ کی تنقیح

اور تجوید سے مرتب کیا گیا تھا اس سے نقل ہوا عہد خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے لیکر آجتک اور آئندہ قیامت تک کسی کو اس کی محرف ہونیکا شبہ یا اس کی تحریف کی جرأت نہیں۔ کیونکہ اس کی حفاظت کا بیڑا خود حضرت احدیت مالک القرآن والا قرآن نے اٹھایا ہے کہا ہے ہر ایک فرد بشر اس کے محفوظ مثل لوح محفوظ کے ہونیکا قائل ہے خواہ وہ مخالف ہی ہو۔ بشرطیکہ وہ ہٹ دھرمی اور تعصب سے بری الذمہ ہو ورنہ ہمارے خود مدعیان شیعان علی کرم اللہ وجہہ کمی کے قائل ہیں۔

یہ وہ پاک کتاب ہے جس میں نہ کوئی کم کرسکتا ہے اور نہ کوئی بڑھا سکتا ہے بلکہ ایک کشش اور ایک شوشہ تک بھی کوئی شخص اپنی طرف سے ایزاد یا کم نہیں کرسکتا ہے۔ چونکہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ کے زمانہ خلافت میں یہ ایک اسلام کی اعلیٰ درجہ خدمت ہوئی اختلاف مٹا دیا گیا۔ اور دین محمدی حنیفی کو پھر حنیف بنا کر الٰہی سڑک پر چلایا۔ یہ وہ احسان ہے کہ جس سے مسلمانوں کی گردنیں کبھی بھی سبکدوش نہیں ہوسکتی زیادہ تر مشہور ہے کہ مدینہ میں چاہ رومہ خریدنے پر حضرت عثمان رضؓ کو وعدہ جنت دیا گیا۔ اسی نے مسجد میں زیادتی کرنے کے لئے ارد گرد کے گھر خرید کر کے شامل کئے تھے۔

امام سیوطی فرماتے ہیں تزوج عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رقیہ بنت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ابتداء زمانہ نبوت کے ہوا تھا۔ شہباے غزوہ بدر میں رقیہ کا انتقال ہوا جو پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کی علالت طبع کی وجہ باذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر نہیں ہوئے تھے اور جسدن اُن کو دفن کیا۔ اسی دن مژدہ فتح مسلمین مدینہ میں پہنچا۔ پھر حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نکاح ام کلثوم کا حضرت عثمان رضؓ سے بتصدیق پیشینگوئی کردیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو فوت ہو جانے ایک صالحہ بیوی رقیہ بنت رسول اللہ صلعم کے سخت ہی دلپر صدمہ تھا۔ وہ اکثر اوقات اپنی صالحہ انیس کی یاد آوری سے مغموم و محزون

رہتے تھے۔ یہہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ان کے دل بہلانے کے لئے اور غم غلط کرنے کے لئے اپنی دختر حفصہ رضہ کے نکاح کا پیغام بھیجا۔ مگر چونکہ دیرینہ یار کی جدائی کا اثر دل پر غم کا ڈیرا جمائے بیٹھا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ منظور نہ کیا۔ چنانچہ یہہ ماجرا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلعم کی خدمت میں عرض کیا۔ آپنے فرمایا اے عمر غمناک عثمان کے لئے ایک اچھی زوجہ ہے اور تیری بیٹی کے لئے ایک بہترین شوہر پھر آپنے ام الکلثوم کا نکاح حضرت عثمان سے کر دیا اور بعد اس کے اپنا نکاح حضرت حفصہ سے کر دیا۔ سنہ ۹ ہجری میں ام الکلثوم کا بھی انتقال ہو گیا۔ اسپر آنحضرت صلعم نے فرمایا کاش میری چالیس بیٹیاں ہوتیں۔ تو یکے بعد دیگرے میں عثمان رض کو نکاح کر دیتا یہانتک کہ ایک بھی اُن سے باقی نہ رہتی (رواہ ابن عساکر)

حضرت صلعم فرماتے ہیں کہ عثمان وہ شخص ہے کہ جو لوط کے بعد مع اپنے عیال و اطفال کے مہاجر الی اللہ بنا۔ اب یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپکے ایمان لانے کے ماجرے کو لکھ دیں جیسا کہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنی زبان فیض ترجمان سے بیان فرماتے ہیں کہ میری خالہ سعدیہ نامی کو فن کہانت میں نہایت ہی کمال حاصل تھا کہ اسکا ہمعصر کوئی بھی اس کے ساتھہ مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ حسب معمول ایک دن میں اس کے پاس گیا اُس نے مجھ سے بطرز فال کے بتایا کہ عنقریب ہے کہ تجھے ایک نہایت خوبصورت اور حسین بیوی ملیگی۔ جو اصلاح اور نیکی میں بھی مریم صفت ہوگی۔ اور وہ بیٹی ایک جلیل القدر اور عظیم الشان انسان کامل کی ہوگی۔ یہہ بات سنتے ہی میں متحیر سا رہ گیا اور مختلف خیالوں نے میرے دل کو گھیر لیا کہ یہہ کیا بات کہتی ہے میں ابھی اسی تحیر کیحالت میں ہی تھا کہ دوبارہ اس نے پھر پہلی بات کا اعادہ کیا۔ اور پھر کہا وہ عظیم الشان اور جلیل القدر آدمی نبی آخرالزماں

اور ختم المرسلین ہے اور وہی اسی شہر میں موجود ہے اور وہ نبی بنائے گئے ہیں اُنپر خدا کی طرف سے وحی آتی ہے اس کی اس حیرت انگیز گفتگو نے میرے دل پر ایک جادو سا اثر کیا بیٹے کہا اے خالہ جان میں نے یہہ گفتگو بجز تیرے دوسرے سے نہیں سنی۔ اور شہر میں اسکا شہرہ نہیں پایا (کیونکہ وہ زمانہ ابھی اسلام کی ولادت کا تھا کا ابھی بجز چند اشخاص کے اسکا کوئی بار آور پودا معلوم نہ ہوتا تھا) کیا اچھا ہو کہ اپنی پیاری خالہ سے اس دل برآور دلربا کی حقیقت کو مفصل سنوں۔

اے پیارے بیٹے وہ نبی آخر الزمان جسکا میں نے ذکر کیا ہے محمد بن عبداللہ بن المطلب ہیں وہ لوگوں کو ایمان و اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں۔ کوئی زمانہ نہ گذریگا کہ اُن کا روشن دین تمام صفحہ ہستی پر آفتاب جہانتاب کیطرح اپنی ہدایت نما کرشموں سے منور اور روشن کریگا اور اُن کا سچا مذہب اور الٰہی دین تمام باطل ادیان کو دنیا سے نیست و نابود کر دیگا۔ جو دعوت اسلام قبول نہ کریگا اُس کو نہایت ذلت اور خواری سے تعشیر خوار کا لقمہ ہونا پڑیگا۔ اُن کے مخالف تمام مٹیا میل کر دیئے جاوینگے۔ ہر ایک طرف اسلامی ڈنکا بجیگا۔ جب میں نے اس کی یہہ نوید جان بخش سنی ظاہراً الٰہی ہیبت اور خدائی جلالیت سے میرے بدن پر لرزہ پڑ گیا۔ بس وہ اس کی تقریر کیا تھی ایک تیز اثر دوائی تھی یا تریاق جسنے میرے دل کو اُس محبوب محبوب کی طرح راغب کر دیا۔ اسی روز سے میری طبیعت سخت اُچاٹ اور بیقرار رہتی۔ کہیں آرام و چین نہ آتا ہر ایک جگہ خوفناک اور ڈراؤنی معلوم ہوتی تھی۔ بے شک کسی نے کہا ہے ؎ عاشقی چیست بگو بندہ بجانان بودن دل بدست دگران دادن و خود حیران ماندن۔ ہر وقت فکر و اندیشہ باسبق ماجرا خیال دامنگیر رہتا۔

چنانچہ اسی وحشت کے زمانہ میں بوجہ سابق تعلق حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے جو اس میرے تھا میں ان کے پاس گیا اور ان کی خدمت میں اپنی تمام کہانی بوجہ اخلاص

وبجہتی من وعن بیان کردی میرے بیان کرنے کے بعد حضرت ابوبکر نے مجھ کو کہا کہ
اے عثمان تم نہایت ہی فہیم اور زیرک اور دانا ہو کہ تمام اہل مکہ اپنی اہم امور وں میں تم
سے مشورہ پوچھتے ہیں۔ کیا یہہ سنگریزے یا پتھروں کے ٹکڑے ہمیں کچھ نفع اور ضرر
پہونچا سکتے ہیں۔ کہ لوگ ان کو اپنا خدا سمجھے ہوئے ہیں جب یہہ خود اپنی جمادی حالت
کو کسی دوسری حالت سے مبدل نہیں کر سکتے۔ تو ہمیں کیا دکھ دیسکیں گے۔ اُن کو یہہ
طاقت نہیں کہ ہماری بات سنکر ہمیں جواب دیں۔ نہ ہی ان کو بصارت ہے کہ ہماری
حالت زار کو دیکھیں اور نہ ہمیں کسی خاص موقعہ میں نصرت کر سکتے ہیں کیا سلیم عقل
یا فراست انسانی اس بات پر مقتضی ہو سکتی ہے۔ کہ ایسے نکمے اور بیکار پتھروں کو معبود
بنایا جاوے۔ اُن کی عبادت بجز اپنی حماقت اور کم عقلی اور کچھ نتیجہ بخش نہیں۔ مجھے حضرت
ابوبکر کی اس خیر اندوز کلام نے اپنا گھائل بنالیا اور مجھے سر تسلیم جھکانا پڑا اور میں نے کہا
کہ جو کچھ آپ نے کہا ہے یہہ واقعی راست اور ٹھیک ہے۔ اس تسلیم کے بعد حضرت ابوبکر فرمانے
لگے کہ تمہاری خالہ کی گفتگو واقعی درست اور ٹھیک ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو کافۃ الانام کا رسول بنایا ہے وہ ہر ایک جن و بشر کیلئے سچے ہادی
اور کامل رہنما ہیں۔ تم اسوقت غنیمت سمجھو اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم پر ایمان لاؤ
چونکہ ولولہ عشق محمدی پہلے دل میں اپنی آگ پھوک چکا تھا ابوبکر رض کو اپنا ایک سچا
خیر خواہ سمجھ کر آپسمیں باتیں کر رہے تھے کہ یکایک آنحضرت کان ایمان سید
الانس والجان حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم معہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ
رونق افروز ہوئے ؎

بیا و بیا و قدم بر دو دیدہ ام بگذار
کہ انتظار قدومت کشیدہ ام بسیار

حضرت ابوبکر صدیق آنحضرت صلعم کی تعظیم کے لئے اُٹھنے میں بھی دل سے اُٹھے بعد

اس کے آنحضرت صلعم کے ساتھ ابوبکر نے علیحدہ جاکر کوئی پوشیدہ بات کہی بعد اس کے آنحضرت صلعم میرے پاس آکر بیٹھ گئے۔ نہایت خلق اور نرمی سے میری طرف مخاطب ہوئے آنحضرت صلعم فرماتے ہیں کہ اے عثمان اللہ ایک ہے جس کا کوئی ہمتا اور شریک نہیں وہ ہر ایک عیب سے پاک اور منزہ ہے اور اس مالک الملک اور ذوالجلال نے مجھے مخلوق کی ہدایت کے لیئے مبعوث کیا ہے اللہ تعالیٰ تمہاری دعوت کرتے ہیں کہ میری تابعداری کر کے بہشت میں دعوت کھاؤ۔ تم اس مالک الملک اور شہنشاہ کی دعوت قبول کرو۔ آپکے اس فرمان نے میرے دل پر نہایت اثر کیا اور میرے دل کو نور ایمان نے گھیر لیا بعد اس کے بصد ذوق شوق کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا بعد میں جب نکاح رقیہ بنت رسول اللہ صلعم سے مشرف ہوا اپنی خالہ کی اس پیشگوئی کو اکثر اوقات یاد کرتا تھا۔

معاشرت و حلیہ حضرت عثمان ذوالنورین رض

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ درمیانہ قد تھے چہرہ پر چیچک کے خفیف خفیف داغ خط و خال موزون اعضا بھاری اور سڈول کثیر اللحیہ دانت خوبصورت گھنگرالے بال رنگ سفید مائل بسرخی سر کے بال کانوں کے نیچے تک لٹکتے تھے۔ بڑھاپے میں بالوں کو صفرت سے خضاب کرتے تھے۔ اور دانت سونے کی تار سے کسیئے ہوئے تھے۔ عبداللہ بن حزم مازنی کہتے ہیں میں نے عثمان بن عفان کو دیکھا میں نے کبھی کوئی مرد و عورت اُن سے خوبصورت نہیں دیکھے۔ موسیٰ بن طلحہ کہتے ہیں کان عثمان اجمل الناس تمام لوگوں سے اجمل تھے ابن عساکر نے اپنی مخرج میں اسامہ بن زید سے روایت کی ہے اس نے کہا کہ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکابی میں

گوشت دیکر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر ارسال کیا۔ جب میں اُن کے ہاں پہنچا دیکھا کہ دونوں میاں بیوی رقیہ و عثمان بیٹھے ہیں میں متحیر سا ہو کر کبھی رقیہ کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی عثمان کے چہرے پر نظر پھینکتا تھا۔ جب میں آنحضرت ؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے پوچھا۔ کیا تو رقیہ اور عثمان رضؓ کے گھر گیا تھا میں نے عرض کی کہ ہاں پھر آپ نے فرمایا تو نے ان دونوں سے بڑھکر خوبصورت کسی مرد یا عورت کو دیکھا ہے میں نے عرض کی کہ اے رسول اللہ صلعم نہیں۔

آپ دیانت شعار اور پکے دیندار تھے۔ مذہبی فرائض کے ادا کرنے میں کبھی سستی نہیں کرتے تھے بجز فرضی صوم وصلوٰۃ کے نوافل میں بھی اکثر مشغول رہتے تھے۔ اکثر راتوں میں قیام اللیل میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے۔ طریق تمدن بھی کوئی ایسے سیدھے نہ تھے ذہین اور اکثر باتوں کی تہ تک پہونچ جاتے تھے ہمیشہ فیاضی اور دریادلی سے کام لیتے تھے اسلئے آپکا نام نامی عثمان غنی کرکے بھی مشہور ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مدینہ منورہ میں سخت قحط سالی ہوگئی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کئی اونٹ اناج کے لدے ہوئے یمن کی طرف سے آئے۔ لوگوں کو ان کے دیکھنے سے جان میں جان آئی اور بہت خوش ہوئے امراء مدینہ اُس اناج کو خریدنے کے لئے اونٹوں کے پاس گئے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باہمی بائع مشتری کی طرح گفتگو ہوئی۔ نفع نگنا دیتے تھے۔ آپنے کہا کہ بڑا افسوس ہے کہ دس گنا نفع چھوڑ کر اس تگنے نفع کو پسند کروں۔ یہ سب مال اللہ کی راہ میں وقف ہے۔ سب لوگ مدینہ کے وہ اناج مفت لے گئے اور آرام سے چند روز بسر کئے

ازواج مطہرات امہات المومنین کے لئے مسجد نبوی کے ارد گرد کئی مکانات بصرف زر کثیر ..... خریدے۔

غزوہ تبوک میں آپ نے چھ سو پچاس اونٹ اور پچاس گھوڑے مع ساز و سامان کے للہ طور پر پہنچائے تھے۔ مسلمانوں کے لئے مدینہ میں کنواں شیریں نامی زومہ کو خرید کر کے وقف کر دیا۔

آپ نہایت باحیا تھے۔ آپ سے فرشتے بھی شرم کرتے چنانچہ مناقب میں مذکور ہو چکا ہے آپ اپنے غلاموں کے ساتھ نرمی کرتے تھے اور نہایت ہی لطیف اور رقیق القلب تھے۔

عبدالرحمن بن حاطب کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابوں میں سے کسی کو ان سے زیادہ اتم اور حسن الحدیث نہیں پایا۔ مگر یہ ایک ایسے شخص تھے کہ تحدیث سے ڈرتے تھے آپ سے اکیسو چالیس احادیث مرفوعہ مروی ہیں۔

محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ احکام حج میں جسقدر کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اعلم تھے نیچے دو برس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپ کے زمانہ خلافت میں جا بجا اسلامی ڈنکا بج گیا۔ اور اسلامی شان شوکت مختلف ممالک مثلاً افریقہ اسکندریہ ایران وغیرہ میں جلوہ نما ہوئے۔

آپ ہر جمعہ کے دن ایک غلام آزاد کرتے تھے۔ اسی طرح انہوں نے کئی غلاموں کا فک رقبہ کروایا۔ آپ نہایت ہی فارغبال اور خوشحال تھے ان کی آنکھوں میں اس دنیاوی ہستی کی کچھ عزت نہ تھی۔ اور نہ ہی چاندی سونے سے محبت۔ مصیبت کے وقت مسکینوں اور محتاجوں پر کثیر التعداد مال و زر خرچ کرنے سے دریغ نہ کرتے تھے مسجدوں کا ترین ترخرف پختہ بنانا یہ آپ کے ہی زمانہ سے شروع ہوا بلکہ جمعہ کے روز پہلے اذان بھی آپ کے زمانہ میں ہی شروع کی گئی۔ کیونکہ مخلوق کی اژدہام کے باعث اذان کافی نہ تھی اسلئے یہ پہلی اذان ایک بلند مقام پر دیجاتی تھی۔ مسجدوں میں فرش کا ڈالنا یہ بھی حضرت عثمان رضہ کے زمانہ میں ہوا۔

آپ کو دنیاوی مال و ثروت کی کوئی ایسی قدر نہ تھی جیسا کہ آخرت کے حال پر آپ

جب قبر پر کھڑے ہوتے تھے آپ کی مبارک ریش مارے آنسوؤں دردناک کے جو خشیت خدا سے جاری ہوتے تھے تر ہو جاتی تھی۔ چنانچہ اس پر سوال ہوا کہ آپ کو قبر کا موقعہ اسقدر وحشت اور ہولناک معلوم ہوتا ہے آپ فرماتے ہیں کہ یہ پہلا مرحلہ اور اول منزل ہے دوسرے جہان کی۔ اگر اس میں نجات مل گئی تو آگے بھی نجات ہے۔ اگر یہاں خدانہ خواستہ تباہی ہے تو آگے تمام روسیاہی۔

آپ خلقت کو ہدایت کرتے تھے اور ہر ایک کو صراط مستقیم کے چلنے کی تعلیم دیتے تھے اور صبر و تحمل علی البلا و لایذا کی تاکید کرتے تھے اور ہمیشہ ذکر و فکر میں رہتے اُن کا دلی منشا تھا کہ لوگوں کو عسر و سر صحت بیماری میں خدا کے ساتھ وہ دلی تعلق ہو کہ اُس کی رضا پر خوش رہیں۔ اور جہانتک ممکن ہو لوگوں میں بس اصلاح ہی اصلاح ہو اور فساد کا نام نہ رہے۔ لوگوں کی تکلیفیں اُن کا بوجھ اپنے ذمہ پر اُٹھاتے تھے۔

آپ کی فراست غضب کی تھی۔ ایک دفعہ نامحرم عورت زنا کر کے آپ کے گھر آئی آپ نے اسکی حالت اور آنکھ دیکھ کر کہا تجھے کیا ضرورت ہے کہ زنا کر کے میرے گھر میں آئی ہے کہ تیری آنکھ میں زنا کا اثر دیکھتا ہوں۔ ایک صحابی پاس تھے اُنہوں نے کہا کہ اے عثمان تم پر کیا وحی نازل ہوئی ہے کہا نہیں۔ بلکہ یہ ہے نور ایمان اور فراست مومن ہے اور وہ واقعی زنا کر کے آئی تھی۔

جس سال قرآن کریم کے جمع کرنے سے فراغت ہوئی اس سال حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ خاتم بنی جسے مہر محمدی کہتے ہیں کسی کنوئیں میں گر گئی۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس کو ان تمام ناموں اور فرمانوں پر لگاتے تھے۔ جو اطراف و کناف کے بادشاہوں کے نام جاری ہوتے تھے وہ چاندی کی تھی۔ اُس کے نگینہ میں تین سطریں اس طرح پر لکھی ہوئی تھی۔ سطر اول محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) دوسری میں رسول اور تیسری میں اللہ۔ یہ مہر پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس

تھی۔ پھر اُن کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیر اریس میں گر گئی تھی۔ جس کے گم ہونے سے یہ مستنبط ہو سکتا ہے کہ صدر خلافت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں امن و امان اور فتنہ و فساد نہ ہوگا۔ پھر جب وہ خاتم گم ہو جاوے گی۔ تب فتنہ اور فساد کا دروازہ کھلجاوے گا۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا۔ اس کے گم ہونے کے بعد چند ہی مدت نہ گذرنے پائی کہ صحابہ کرام رسول اللہ صلعم میں بوجہ زیادہ تقرب بنی امیہ کے نزاع شروع ہو گیا۔ جس سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں یہ اصلاح اور باہمی اتحاد اسی خاتم النبی صلے اللہ علیہ وسلم کا باعث تھا۔ یہ مہر خاتم خلیفہ ثلاثہ صرف ان مراسلات کی پیشانی پر ثبت کرتے تھے جن میں غیر ممالک بادشاہوں کو اسلام کیطرف مدعو کیے جاتے تھے۔ ورنہ خاص اپنے عاملوں اور حاکموں کو جو پروانجات ارسال کیے جاتے تھے اسپر خاص اپنی مہر ہوتی تھی۔

اس خاتم نبوی کے گم ہونے کے بعد کوئی دوسری مہر اس نقش محمد رسول اللہ والی نہیں کھدوائی گئی۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمادیا کہ کوئی اپنی مہر میں محمد رسول اللہ نہ کھدوائے۔ خواہ تبرکاً یا یتیماً۔

مروان بن الحکم ان کا کاتب تھا۔ اور کعب بن مسور و عثمان بن قیس قاضی دربان انکا حمران غلام اور صاحب شرط عبداللہ بن معبد سبھی نقش خاتم ان کا امنت باللہ مخلصاً تھا

خلافت

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ اُس زخم کے باعث جو اُن کو شہید بنانے کے لئے ہوا تھا اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے۔ اور صحت نظر نہ آتی تھی۔ تو آپ اپنے منصب خلافت کے تفویض کرنے میں متردد ہو رہے تھے۔ گو لوگ کہتے تھے۔ کہ آپ اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر کو خلافت کی جانشینی کی اجازت دیں اور آپنے فرمایا کہ آل عمر کے

لئے یہی کافی ہے۔ کہ اُن میں سے عمر خلیفہ ہو چکا ہے۔ تمام صحابہ کو جمع کیا۔ جس کو بچا شوریٰ کہتے ہیں اور عبدالرحمٰن بن عوف نے فرمایا کہ اب مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میں مخلصوں اور اپنے پیاروں سے رخصت ہوتا ہوں منصب خلافت کس کے سپرد کروں۔ ایسا نہ ہو کہ میرے بعد کوئی فساد و فتنہ برپا ہو یہ عظیم الشان منصب کے لائق میں اور عثمانؓ اور علیؓ اور زبیرؓ بن العوام اور سعد بن وقاصؓ اور طلحہؓ بن عبید اللہ جو اسوقت موجود نہ تھے۔ کو منتخب کرتا ہوں حضرت عبدالرحمٰن بن نے تو قسم کھا کر صاف انکار کر دیا کہ اب آپ صاحبوں میں سے جس صاحب کو اہلیت اس عظیم الشان اور خلافت کے سمجھیں۔ اسی کو خلیفہ بنا لیویں۔ آپ لوگوں کی رائے مقدم تر ہے۔ کیونکہ میں آپ صاحبوں کی فضیلت اور عظمت کو خوب جانتا ہوں۔ اس جلیل القدر منصب خلافت کو آپ کی رائے پر چھوڑتا ہوں جس پر تمہارا اتفاق رائے ہو اسکو خلیفہ کر دو۔ کیونکہ جب تک تم سے کوئی بھی موجود نہ ہوگا۔ دوسرا کوئی بھی خلافت کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ بس میں وصیت کرتا ہوں میرے انتقال کے بعد تم سے کوئی جس پر اتفاق القوم ہو جاوے خلیفہ بنا لینا۔ اور طلحہ بن عبداللہ جو موجود نہیں ہے اس کی تین دن انتظاری کرنی ضرور ہے ان کو اس شوریٰ میں شمولیت کا منصب حاصل ہے۔ بلکہ ان کی رائے مقدم سمجھی جاوے اگر تین یوم تک وہ تشریف نہ لائے تو پھر آپ صاحب جس کو چاہیں خلیفہ کر دیں۔ خلیفہ کی تقرری تک صہیب بن سنان کو نماز کا امام بنانا۔ اس میں کسی قسم کا خلاف اور جھگڑا نہ کرنا۔ لیکن بار بار میں اُس مقدالذکر عظیم الشان کی نسبت توجہ دلاتا ہوں کہ اس میں متفق الرائے ہو کر جس کو مناسب سمجھو خلیفہ مقرر کرنا وصیت کے اختتام پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ راہی ملک بقا ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جب حضرت فاروق اعظم نے اس دار فانی سے بطرف ابدالاباد دار راحت جسے دار باقی سے تعبیر کیا جاتا ہے رحلت کی تو بعد تجہیز و تکفین کے ممبران کمیٹی شوریٰ جو سنت ضروریہ کی طرح فاروق اعظم کی وصیت کے لئے تھے۔ کیونکہ اسوقت حضرت طلحہؓ بھی مدینہ منورہ سے

واپس تشریف لائے تو بنا برا جرائے وصیت مکان حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو
حضرت اشعث بن قیس کی خواہر ہیں) پر جمع ہوئے - اور ہر ایک نے بطور یاد آوری و شکر گذاری
بحضرت رب العزت اپنی عصمت اور عزت کے خطبے پڑھے پھر حضرت عبد الرحمن
بن عوف نے اصحاب ستہ متفقہ حضرت فاروق اعظم کو کہا کہ تین آدمیوں کی رائے کے
متفق اور مختار رہیں ہو جاؤ جس پر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں اپنا معاملہ
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کرتا ہوں اور حضرت طلحہؓ نے کہا کہ میں نے اپنا ولی
حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنایا - جب یہ باہمی کچھ فیصلہ ہو چکا
تو حضرت عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں اور میرا بھائی سعد دونوں ہم
خلافت سے دست بردار ہیں - اُن کا تو وہی قول رہا جو فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
سامنے اظہار فرما چکے تھے - بوجہ دست برداری و قطع تعلق خلافت سے جس میں کمال نرمی
کا اظہار تھا تمام اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے امر خلافت کو حضرت عبد الرحمن رضؓ
کی رائے پر موقوف رکھا - اور اُن کے محاکمہ پر تمام صاحب رضامند ہو کر سب کے سب اپنے
اپنے گھروں کو واپس ہوئے - بعد برخواست جلسہ ہذا حضرت عبد الرحمن رضی اللہ تعالےٰ
عنہ نے ایک معتبر آدمی نزد حضرت علی کے بلا بھیجا کہ اگر میں آپ کی بیعت نہ کروں تو تم کس کی
خلافت پر راضی ہو گے - جواب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میں اس جلیل الشان
منصب کے لئے حضرت عثمان ذوالنورین کو پسند کرتا ہوں - اسی طرح حضرت عبد الرحمن
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دوسرا آدمی حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
گھر ارسال کر کے دریافت کیا کہ اگر میں تمہاری بیعت نہ کروں تو تمہارے نزدیک کون
شخص لائق بخلافت ہے آپ نے جواب میں فرمایا کہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس
منصب کے لئے سزاوار تر جانتا ہوں - پھر حضرت عبد الرحمن رضؓ نے حضرت طلحہ رضؓ اور
حضرت زبیر رضؓ کو طلب کر کے فرمایا کہ اگر دونوں صاحبوں کو منصب خلافت نہ دیا جاوے

تو تم کس کی بیعت کروگے۔ حضرت زبیر رضؓ نے کہا کہ میں تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بیعت کرونگا۔ اور حضرت طلحہ رضؓ نے کہا کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھوں گا۔ اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن نے سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو کہا کہ میں اور آپ تو خلافت کے خواہاں نہیں اب بتاؤ کہ تمہاری رائے میں کون صاحب احق بالخلافت۔ حضرت سعد رضؓ نے جواب دیا کہ میری رائے میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ احق تر بالخلافت ہیں۔ تب حضرت عبدالرحمن نے فرمایا کہ میں جہانتک غور کرتا ہوں میری رائے میں دوہی صاحب حضرت عثمان رضؓ و حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو لائق اور قابل تر بالخلافت پاتا ہوں۔

حضرت مسور رضؓ بن عبدالرحمٰن کے ہمشیرہ زادہ بیان کرتے ہیں کہ جس رات حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی گئی ہی اُس رات کو میں اپنے ماموں کے ہاں یعنے حضرت عبدالرحمن رضؓ کے گھر جاکر سورہا۔ ابھی آنکھ بھی نہ جھپکی تھی کہ میرے ماموں صاحب نے مجھے جگاکر فرمایا کہ میں تین رات متواتر نہیں سویا۔ تو اسوقت حضرت علی رضؓ اور عثمان رضی اللہ کے گھر جا اور عرض کر کہ مجھ کو میرے ماموں عبدالرحمٰن رضؓ نے آپ صاحبوں کو طلب فرمایا ہی میں پہلے کس کی طرف جاؤں اسپر ماموں جان نے کہا کہ جس کی طرف تیری طبیعت چاہی۔ یعنے کہا دونوں صاحب باہمدگر ملکر آویں یا علیحدہ علیحدہ۔ ماموں صاحب نے فرمایا۔ کہ دونوں صاحب ساتھہی ملکر آویں۔ تو بہتر ہے۔

چونکہ میری طبیعت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف مائل تھی اسلئے میں پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے در دولت پر پہونچا اسیندان سے معلوم ہوا کہ آنحضرت نماز میں مشغول ہیں میں ٹھیرا رہا بعد فراغت نماز (حضرت علی رضؓ) اسوقت کیوں تکلیف کی۔ (میں) حضرت آپ کو ماموں جان یاد فرماتے ہیں۔

حضرت اقدس رضؓ نے صرف مجھے ہی بولایا ہی یا اور کسی کو بھی۔

(میں) ہاں حضرت عثمان رضی اللہ کو بھی۔

حضرت علی رضؓ نے کہا کہ ہم دونوں کو ملکر بولایا ہے۔ یا کسی کو پہلے بھی (میں) نہیں حضرت دونوں صاحبوں کو باہمدگر ملکر بولایا ہے۔ آپ ذرا توقف فرماویں۔ تاکہ میں حضرت عثمان رضؓ کو بھی بولاؤں۔ وہاں سے رخصت ہوکر حضرت عثمان رضؓ کے دولت پر پہونچا۔ وہاں بھی وہی گفتگو ہوئی جو مجھ میں اور حضرت علی رضؓ میں ہو چکی تھی۔ پھر ہم تینوں متفق ہوکر حضرت عبدالرحمن کے پاس پہنچے۔ بعد بہت سی گفتگو کے میرے ماموں نے حضرت علی رضؓ کو کہا

(میرے ماموں) کیا آپ میری بیعت کرسکتے ہیں کہ جب میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلعم اور افعال ابوبکرؓ اور عمرؓ پر عمل کروں۔

(حضرت علی رضؓ) اللھم لا ولکن علی جھدی من ذلک وطاقتی۔ ہاں اے مولا لیکن حضرت عبدالرحمن رضؓ حضرت عثمان رضؓ کی طرف مخاطب ہوکر۔ کیا آپ میری بیعت کرسکتے ہیں کہ جب میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلعم اور ابوبکر رضؓ اور عمر رضؓ کے افعال پر عمل کروں۔

حضرت عثمانؓ۔ اللھم نعم۔ اے مولا ہاں یعنے موافق کتاب اللہ اور سنت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور دونوں صاحبوں کی متابعت کی عملدرآمد کرونگا۔

حضرت عبدالرحمن رضؓ۔ اچھا اب دونوں صاحب اپنے اپنے گھر تشریف لیجاویں کل انشاء اللہ تعالے یہہ فیصلہ مجمع عام میں بیان کیا جاویگا۔ دونوں صاحب گھر کی طرف تشریف لے گئے۔

تیسرے دن صبح حضرت عبدالرحمن بن عوف باہر آئے۔ ان کے سر پر وہ عمامہ تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوقت خاص کسی فیصلہ کے باندھا کرتے تھے۔ اور تلوار لٹکائے منبر پر چڑھے۔

حضرت عبدالرحمن رضؓ اہل شوریٰ کی طرف مخاطب ہو کر بعد حمد و ثنا و صلوٰۃ سید الانبیاء کے فرمایا آؤ گو میں پوشیدہ اور ظاہر دونوں طور پر تمہاری امام مقرر کرنے میں نہایت ہی کوشش کی ہے میں ان دونوں صاحبوں کے سوا کسی کو قابل امامت یا خلافت نہیں سمجھتا۔ اور تمہیں ضروری ہے کہ ان دونوں کے سوا کسی کو تبرجیح نہ دو جسپر سب مہاجرین اور انصار نے کہا کہ یہ اہم معاملہ خلافت آپکے سپرد کرتے ہیں جسکو آپ افضل سمجھیں خلیفہ بنا دیں۔

حضرت عبدالرحمن رضؓ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہاتھ پکڑ کر پھر رات کی گفتگو کا اعادہ کیا کہ تم مجھ سے بیعت کرو گے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول صلعم کی سنت اور ابوبکر رضؓ اور عمر رضؓ کے فعل پر۔

حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے پھر وہی الفاظ زبان فیض ترجمان سے فرمائے اللھم لا ولکن علی جھدی من ذلک وطاقتی اے مولا نہیں مگر اپنی استطاعت کے موافق۔

حضرت عبدالرحمن رضؓ نے اُن کا ہاتھ چھوڑ دیا پھر حضرت عثمان رضؓ کی طرف مخاطب ہو کر کہ آپ آگے تشریف لاویں حضرت عثمان آگے بڑھے اُن کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ تم مجھ سے بیعت کرو گے اللہ کی کتاب اور رسول اللہ صلعم کی سنت اور حضرت ابوبکر رضؓ اور حضرت عمر رضؓ کے افعال پر۔

حضرت عثمان رضؓ نے رات کی طرح فرمایا اللھم نعم کہ ہاں اور اپنی طرف سے کوئی قید نہ لگائی حضرت عبدالرحمن رضؓ نے اپنا سر مسجد کی چھت کی طرف اُٹھا کر فرمایا۔ اللھم اسمع قد خلعت ما فی رقبتی من ذالک فی رقبۃ عثمان کہ اے مولا سن لے میں نے خلافت کا ہار جو میرے گلے میں تھا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گلے میں ڈال دیا۔ یہ کہہ کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ تمام مہاجرین اور انصار کا اژدحام حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت پر ہو گیا حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر کی اُس جگہ پر بیٹھے جہاں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلعم جلوس فرمایا کرتے تھے

رہے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اور لوگ بیعت کرتے جاتے تھے
حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی نہ آئے تھے۔ حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں وَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا
يَنْكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ فَإِنْ تَابَ أَتُوبُ فِي الْحَالِ وَهُمْ يَقُولُونَ بِعُثْمَانَ فَلَا تَجْعَلْنِي
مِنَ الظَّالِمِينَ یعنی میں نے لوگوں کو بخشا وہ اپنی جگہ پشیمان ہوئے عثمان کے برابر کسی کو
نہیں سمجھتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ بھی اپنی طرف کسی لغزش کو منسوب نہ کرتے تھے۔ اسی
حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی گاہے گاہے بیعت کی اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
نے بھی بیعت اختیار کی اور سب صحابہ نے بیعت کر لی۔ دو دن شنبہ غرہ محرم سنہ ۳۵ھ

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرات شیعہ کے دفع طعن اور رفع خدشہ کے لیے وہ قول
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا نہج البلاغت سے بجنسہ لکھا جاوے جس میں آپ نے اپنی رضامندی
بیعت کی ظاہر فرمائی ہے۔ وھو ھذا لقد علمتم انی احق بھا من غیری واللہ لاسلمن
ما سلمت امور المسلمین۔ (ترجمہ) یقیناً تم جانتے ہو کہ میں بمقابلہ دوسروں کے بہت
ہی مستحق بالخلافت ہوں۔ لیکن خدا کی قسم کہ میں اسکو سپرد کرتا ہوں تاکہ مسلمانوں میں کسی
قسم کا فساد و فتنہ برپا نہ ہو۔ اور مسلمانوں کے کام کی سلامتی رہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ آپ نے
باستر فعا مولا کریم رضی اللہ عنہ اور اپنے آپ کو ایک نہایت ہی مصلح قوم خیال کر کے
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت اختیار کی۔ آپ کی قوم کا مصلح ہونا اور فتنہ کو کہاں تک یہ حضرت
علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان ہے ہم اخیر وفات عثمان رضی اللہ عنہ میں لکھیں گے۔

جس سال میں آپ کی بیعت ہوئی۔ اسی سال میں روم کو فتح کیا۔ اور اسی سال میں
لوگوں کو سخت رعاف یعنی نکسیر ای اس سال کا نام سنۃ الرعاف ہے اور حضرت عثمان
رضی اللہ تعالیٰ کو یہی سخت رعاف آئی کہ آپ کو اس سال میں حج بھی نصیب نہ ہوا
اسی سال میں روم بھی فتح ہوئے۔ اور کئی قلعہ مسلمانوں کے ہاتھ ہو گئے اور اسی

سال میں کوفہ سے حضرت مغیرہ کو معزول کرکے اس کی جگہ سعد بن ابی وقاص کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا۔

پھر ۲۵ھ ہجری میں ابھی سعد بن ابی وقاص کا کچھ زیادہ حکومت کا زمانہ منقضی نہ ہوچکا تھا کہ اُن کو کوفہ سے معزول کرکے اُن کے قائم مقام ولید بن عقبہ جو آپ کا ماں کیطرف سے بھائی تھا حاکم بنایا۔ اُس کی عملی حالت نہایت ہی مذموم تھی چنانچہ مستی کی حالت میں اُسنے فجر کی نماز دو کی جگہ چار رکعت پڑھائی۔ پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر کہتا ہے میں نے کچھ نماز میں ایزاد کردیا ہے جسپر نماز دوبارہ پڑھی گئی۔ ایک اس کی عملی حالت کا ٹھیک نہ ہونا اور پھر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بوجہ قرابت کے اس کو اس مرتبہ تک پہونچانا بلکہ اپنے تمام رشتہ داروں اور قریبیوں کو جو خلیفہ اول و ثانی کے وقت بوجہ خاص شرارت اور بداخلاقی کے جلاوطنی کا حکم حاصل کرچکے تھے۔ اُن کو پھر پاس بلالینا۔ یہ لوگوں اور خصوصاً صحابہ کرام کے لئے نہایت ناگوار گذرا یہ پہلا سبب ہے۔ جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے لوگوں کی نظروں میں ایک کانٹا سا معلوم ہوتا تھا۔ انہوں نے بنی امیہ کو بغیر لحاظ لیاقت و دینداری کے جو بڑے بڑے عہدے تھے پہلے عہدہ داروں کو معزول کرکے دے دیئے۔ اور اُن کی تنخواہ میں بہت کچھ ترقی کردی۔ صوبجات کی حکومت پر ایسے لوگ مامور تھے جو اسلام کے سخت دشمن تھے۔ اور خزانہ بیت المال اُن کی خاطر خالی ہوگیا تھا۔ کیونکہ اُن کی طبیعت میں سخاوت ایک فطرتی طور پر متمکن ہوچکی تھی بخیال صلہ رحمی کے اُن کی زیادہ مدارات کرتے تھے ۲۶ھ میں مسجد حرام کو آپنے زیادہ کیا۔ اور اُس کے زیادہ کرنے کے لئے کئی مکان خرید کئے اور اسی سال میں ساپور فتح ہوا۔

۲۷ھ میں حضرت معاویہ رضہ نے قبرس پر چڑھائی کی۔ کیونکہ سمندر کے کنارے اور شام کی پورانی بندرگاہوں پر حکمران تھے۔ اُن کو یہہ بہت بڑا خیال تھا

کہ اسلامی طاقت جس طرح بری طاقتوں سے تمام بروں پر تسلط کرتی جاتی ہے
خدا کرے کہ کبھی وہ دن بھی آوے کہ اسی طرح بحری طاقت سے بحری بندرگاہوں پر
بھی حکمران ہو چنانچہ اس کے پورا کرنے اور بہم پہونچانے کے لئے خلیفہ ثانی رضہ کے عہد
سعادت مہد میں کئی دفعہ اجازت طلب کی لیکن چونکہ حضرت خلیفہ ثانی عمرو بن العاص
جو اسوقت مصر پر حکمران تھے۔ قبرس کی چڑھائی اور اس کے فتح کرنے کے لئے مشورہ پوچھا
تھا۔ تو عمرو بن ابی العاص نے منع کیا تھا۔ اسلئے وہ مناسب نہیں سمجھتے تھے کہ بغیر
مستحکم انتظام کے فتوحات کو بڑھایا جاوے۔ خلیفہ ثالث حضرت عثمان رضہ کے وقت
چونکہ آپ کو بہت اختیارات عطا ہو چکے تھے۔ اور بنی امیہ کے ہی نظر اکثر خلیفہ ثالث
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملحوظ خاطر تھی۔ اسلئے ان کو جنگی جہازوں کے بیڑا کی تیاری
کی اجازت مل گئی ہے۔ پس وہ بیڑا لیکر حضرت معاویہ نے توکل بخدا بحیرہ شام کے
مشرقی حصہ میں قدم رکھ دیا۔

پہلے پہل حضرت امیر معاویہ رضہ نے جزیرۂ قبرس کی چڑھائی کا ارادہ دل میں
کیا جو اسوقت تک وہ زیر حکومت قیصر روم کے تھا اتفاقاً عبداللہ بن سعد بھی مصر سے
چڑھائی کر کے وہاں جا پہونچا۔ دونوں نے متفق ہو کر وہاں کے لوگوں کے ساتھ لڑائی
کی۔ چونکہ عیسائیوں کا قلعہ نہایت ہی کمزور سا تھا۔ اسلئے وہ لوگ مقابلہ سے عاجز
ہو کر جزیہ دینے پر مستعد ہو گئے اور سات ہزار دینار سالانہ جزیہ دینے پر صلح ہو گئی
چونکہ یہ لڑائی بڑے زور شور سے ہر دو طرف سے ہوئی تھی اسلئے اس میں قریش میں
سے بہت قتل اور گرفتار ہوئے تھے۔ جو بوقت صلح واپس لئے گئے ہیں۔

ہفت اقلیم ارمگیر دپادشاہ۔ ہمچناں در بند اقلیم دگر۔ بعد فتح جزیرہ قبرس حضرت امیر
معاویہ نے جزیرہ رودس پر چڑھائی کا ارادہ کیا۔ اور اپنی شجاع طبیعت کو اور اسلامی جوش
پر مستقل مزاج ہو کر اس جزیرہ کے قریب لنگر ڈال کر شہر کا محاصرہ کیا۔ اہل شہر نے

معاویہ کے مقابلہ پر کھڑے ہو کر خوب ہی اپنی بہادری کی داد دی کہ امیر معاویہ کو جزیرہ سے باہر نکال دیا۔ بوجہ نہ تجربہ کاری کے جو امیر نے ایک دفعہ شکست کھائی پھر دوبارہ بازو ہمت اور اپنی بہادر فوج کے ہمراہ ہو کر لڑائی کی جس سے اُن کو شکست ہو گئی اور امیر منظفر و منصور رہے اور شہر کے رہنے والوں کو شہر سے نکالدیا اور بوجہ تسلط جانے اور اسلامی شوکت کو رونق دینے کے اُن کے تمام قلعوں کو تہ و بالا کر دیا۔ اور شہر کو آگ لگا دی اور اسلامی جھنڈا وہاں کھڑا کر دیا۔

ایسی چھوٹی چھوٹی لڑائیوں میں سے زیادہ نمائیاں کامیابیاں امیر معاویہؓ کو ہوئیں وہ قیصر روم کے ساتھ لڑائی کرتے ہوئے جب " وہ بحیرہ فینشا کی سیر ایک بہادری جنگی بیڑی کے ساتھ کر رہا تھا اور قیصری جھنڈی جا بجا اپنے بیڑہ سے قیصری لوگوں کے دلوں کو مسرور کر رہی تھی۔ اور جھنڈے کے جھنڈ قیصری بہادر جزیرہ میں اپنی کامیابی اور شجاعت کے گیت گا رہے تھے۔ اسلئے اس جنگ کو مستول کہتے ہیں۔ اس لڑائی میں عیسائی لوگ اپنی شجاعت اور اپنی مردانہ جمعیت کے کام میں لاکر خوب دل کھول کر لڑے۔ کیونکہ اُن کو دو دفعہ اپنے بھائیوں کا ذلیل ہونا ایک دلیر جرجی سے زیادہ کام کر رہا تھا۔ وہ خوب اپنی مصنوعی خدا کے بھجن گاتے تھے اور اپنی صلیب کو بلند کرتے تھے۔ ادھر عساکر اسلام میں باواز بلند و خوش الحانی سے آیات قرآنی اور کلام ربانی کا پڑھنا اسلام کے شجاعوں اور بہادروں کے دل کو ابھار رہا تھا۔ اور خدائی جلالیت کے اظہار کا بلند نعرہ اللہ اکبر کفار کے دل کو ہلا رہا تھا۔ اور حضرت مسیح شہر کی پیشگوئی جو اُس پیارے خدا کی جمعیت صلعم کے پاک لبوں سے نکلے ہوئے تھے۔ اپنا نہ ٹلنے والا وعدہ کر رہے تھے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بہت جنگ و جدل کے بعد قیصری بیڑا شکست کھا کر تتر بتر ہو گیا۔ اور اسلامی بیڑی کی جمعیت رہی۔ اور وعدہ استخلاف علی الارض کا مولا کریم نے پورا کر دکھایا۔ اور بیچاری قیصری اکّا دوکّا کوئی بادبانوں کے ذریعہ اور کوئی چپوں کے ذریعہ

اپنی جان لیکر بھاگ گئے اور جزیرہ روس میں اسلامی جھنڈا قایم کیا گیا امیر کو خدائی مدد اور اپنی دلاوری سے جو اس کو روز بروز بحری جنگ و جدل میں مخالفوں پر نمایاں کامیابیاں حاصل کرا رہی ہے اب اس نے جزائر کریٹ اور مالٹا میں لنگر ڈالے ہیں۔ اور جزیرہ روڈس کی تالبی کی مشہور مورتی اس کو گرا کر اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے قسطنطنیہ میں لیجانا مقصد کیا جاتا ہے اور اٹریسہ میں ایک یہودی سوداگر کے پاس فروخت کر دی ہے۔ اور فتح کا نقارہ جابجا جزیرہ روڈس میں بج رہا ہے۔ اور جھوٹے معبودوں کی جگہ سچے معبود واحدہ لاشریک کی عبادت ہو رہی ہے۔ اور کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ورد زبان ہو رہا ہے۔

خلیج فینک میں کیٹل راسو کے متصل امیر شام کو ایک اور عیسائی بیڑے کے ساتھ لڑائی کا واقعہ پیش ہوا تھا۔ لیکن اس لڑائی میں جسکو ہم ایک حملہ مسانعہ کیطرح خیال کر سکتے ہیں مسلمانوں کو بوجہ ماندگی سفر اور ناگہانی واقعہ پیش آنے کے منظفر و منصور نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ عیسائیوں نے بھی اپنی بہادری کی داد دی ہے اور اس لئے وہ آپسمیں ایک دوسرے پر فتحمندی کا دعویدار ہو رہا ہے۔ اسی طرح امیر شام یلغار کرتا اور اسلامی مخالفوں کے دند توڑتا ہوا اور الٰہی مدد سے کامیابی پر کامیابی حاصل کرتا ہوا قسطنطنیہ خاص بندرگاہ اور سواحل ایشیائی کو چھ کچھ تک جا پہونچا ہے

للہ الحمد ہر انچہ کہ خاطر میخواست ۔ آخر آمد زپس پردہ تقدیر پدید

مسلمانوں کی ان فتوحات پر وہ قومیں جن کو خدا کے ساتھ کچھ تعلق نہیں اور دنیاوی ظاہر اسباب اُن کے لئے خدا کی طرح دلبستگی کے لائق خیال کئے جاتے ہیں حیرت میں ہیں کہ کسی طرح ان جاہلوں سے جو انتک صحرا نشینی اور صحرا نوردی کے سوا کچھ نہ جانتے تھے اور ایسے وہ گمنامی کے محل میں پڑے ہوئے کہ اُن کا

کوئی واقف نہ تھا اسقدر فاتح اور ملک گیر ہوئے کہ روئے زمین کے تمام طاقتور سلطنتوں پر حملہ کرکے اُن کو اپنی زیر قلم کر دیا۔ اور تابع فرمان بنایا اور تاریخی اور مذکورہ کتب سلف کے ملکوں پر اُنہوں نے اپنا تسلط قائم کیا پھر اسی پر اکتفا نہیں بلکہ تاتار اور سڈل کی پورانی بندرگاہوں سے لیکر جن کا ذکر کتب مقدسہ میں ہے بحر طشتش تک پائمال کر دکھایا۔ اور ایسی نمایاں کامیابی بیان اُن کو ہوئیں کہ وہ پورانے جزائر جن کا ذکر صرف بطور فسانہ پورانے قصوں میں پایا جاتا ہے اُن کو زیر حکومت بنایا۔ یہ سب کچھ خدائی نصرت اور اسلامی حمیت اور مصطفوی صداقت کا ظہور ہے جو عیسائی قوموں کو تحیر میں ڈال رہا ہے کیونکہ خدائی ہاتھ اسلام کے ساتھ ہے۔

ان بحری فتوحات کیوجہ سے امیر معاویہ کا شام اور دیگر ممالک میں خوب شہرت ہوگئی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ تک ہی یہہ خبر پہونچی کہ رفتہ رفتہ یہانتک اقتدار بڑہا کہ امیر خلیفہ وقت کے بنائے گئے اور ملک شام کا خلیفہ کر دیا گیا۔

سنہ ۲۸ھ میں بھی مختلف قسم کے واقعات پیش آتے رہے اور سنہ ۲۹ھ میں اصطخر عتوۃ اور قسا فتح ہوئے اور مدینہ منورہ کی مسجد میں زیادتی کی گئی اور اسکو منقوش پتھروں سے تعمیر کرایا اور اس کے ستون بھی پتھروں سے بنائے گئے طول اکیسو ساٹھ ذراع اور عرض اکیسو پچاس ذراع مسجد ہوگئی۔ اور سنہ ۳۰ھ میں اصطخر کے رہنے والوں نے جو اسلامی سلطنت کے ماتحت تھے باغی ہوکر اپنی امن انداز حکومت کے ساتھ مقابلہ کرنے پر آمادہ ہوئے اور یزدجرد شہریار جو آوارہ گردی کر رہا تھا اور شہر بشہر صوبہ بصوبہ بھاگتا پھرتا کبھی تو وہ اصفہان کے عالی شان شہر میں قیام پذیر ہے اور کبھی سنتے ہیں کہ فارستان کرکوہستان

میں تنگ آتا پھرتا ہے اور کبھی فارستان سے کرمان کو جا رہا ہے اور وہاں سے خراسان کو جس کے شمالی حصہ میں مرو ہے مرو میں کچھ عرصہ تک قیام کے بعد اُس نے چار ہزار اُمیوں کی جمعیت بہم پہونچائی ہے جا لے۔

مرو میں اُس نے ارادہ کیا۔ کہ ایک آتشکدہ بنایا جاوے اور اُن اسعار اور صوبجات میں جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے پروانے بھیجے کہ وہ اپنے فوجی افسروں اور گورنروں کو نصیحت کردیں کہ وہ اپنی رہی سہی سلطنت کو دشمن کے ہاتھ سے بچاویں چنانچہ اصفہان میں اصفہانی لوگ بوجہ حمیت مضبوط قلعہ کے مسلمانوں کا خوب مقابلہ کرتے رہے لیکن بوجہ الملك لله یؤتیہ من یشاء اس جگہ کے حاکم نے ایک ہی لڑائی میں اطاعت اختیار کرلی۔ اور اسلامی ڈنکا اصفہان کے بڑے بڑے مشہور شہروں میں بجا جو یزدجرد کے ماتحت تھے۔

اہل اصطخر جو مرتد ہوگئے تھے اُنہوں نے مسلمانوں کا بہت اچھی طرح مقابلہ کیا۔ چونکہ اہل ایران اس شہر پر نہایت ہی نازاں اور مغرور تھے بھلا وہ کب چاہتے تھے کہ ایسے نیرین اور آباد شہر کو یونہی مرے مارے دشمن کے حوالہ کردیں پہلے وہ لوگ مسلمانوں سے کچھ روبرو ہو چکے تھے۔ لیکن پھر مختلف اطراف سے پھر اپنی کمک کے لئے فوجیں جمع کیں کہتے ہیں کہ یہاں کے حاکم شاہ ریگ کے جھنڈے کے نیچے ایک لاکھ بیس ہزار آدمی جنگ کے لئے جمع ہوگئے۔ لیکن خدائی طاقت کے سامنے اور الٰہی حمایت کے مقابلہ پر یہ سب کچھ بیفایدہ تھا۔ اُنہوں نے پھر اپنی مونہہ کی کھائی۔ اور مغرور ہو کر بھاگے۔ پھر کچھ دنوں کے بعد ایرانی لوگ باہم متفق ہوئے اور اہل اسلام کا مقابلہ کیا جس میں اُن کو شکست فاش ہوئی اور اُن کا حاکم شاہ ریگ اسلامی شمشیر کا لقمہ بنا۔ اور اہل اصطخر کو پھر خلیفہ نالف کی باجگذاری اور خراج دینا پڑا۔ الحمد للہ ہر انگیز کہ خاطر میخواست

آخر آمد زپس پردہ تقدیر پدید

اب مسلمانوں کی فتاح فوج نے خراسان کے وسیع صوبہ کی طرف رخ کیا اور اس کے فتح کرنے میں اپنے زور بازو اور خدائی نصرت کے نشان یکے بعد دیگرے تمام حصوں میں فتح کر کے قائم کر دیئے اور یلغار کرتے کرتے وہاں پہونچے جہاں یزدجرد پناہ گزین تھا کیونکہ مسلمانوں کی وقتاً فوقتاً فتح کی خبر سنکر وہ کمبخت مرو سے نکلا اور اپنے شومی بخت کو ہمراہ لئے ہوئے اور باقی جیحوں کو عبور کر کے اور ریگستان صحراؤں سے گذر کر کے ترکستان میں جا پہنچا۔ اور وہاں سے خاقان چین سے طالب امداد ہوا۔ خاقان چین پہلے تو کچھ لیت ولعل کرتا رہا۔ آخر کار وہ اپنی دلی آرزو تک پہنچ گیا۔ کہ خاقان چین نے اس کی مدد کرنے کا وعدہ کیا اور خاقان چین ہمراہ اپنی فوج کے ہو کر مسلمانوں کے مقابلہ پر آیا۔ لیکن اسلامی فوج کی شان و شوکت اور جاہ و جلال کو دیکھ کر چینی فوج کے چھکے چھوٹ گئے۔ اور انہیں ابتری پھیل گئی۔ یہہ خدائی ناگہانی نصرت کو خاقان چین دیکھ کر اپنی فوج کو لیکر ترکستان میں واپس آگیا۔

تقدیر ٹل نہیں سکتی یزدجرد اکیلا ہمراہ اپنے امراؤں کے کچھ مقابلہ مسلمانوں کا کرتا رہا۔ لیکن تا بکے۔ اس کے امراؤ بھی اس کا ساتھ دینے سے تنگ آئے اور اپنی عزیز جان بچانے کے لئے اس کے تمام خزائن کو مسلمانوں کے حوالہ کر دینا چاہا۔ امراء کی دغابازی کی خبر اس کو ہوگئی۔ وہ اسوقت مرو الرود میں تھا۔ تو اس نے اپنے غلاموں کو کہا کہ محل کی کھڑکی سے رسیوں کے ذریعہ سے مجھے محل سے نیچے اتار دو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا وہ بیچارا مارے خوف کے اندھیری رات میں پاپیادہ جنگل کی طرف روانہ ہوا۔ اپنی جان کے خوف سے اسے راستہ کی تکلیف معلوم نہ ہوتی تھی۔ گرتا پڑتا صبح تک وہ ایک دریا کے کنارے بن چکی پر جا پہنچا۔ جو قریباً شہر سے آٹھ میل کے فاصلہ پر تھی۔ اور اس بن چکی والے سے عرض کی

کہ تو مجھے امان دو اُس نے کہا کہ اگر تو مجھے چار درہم دے تو میں مالک چکی کو دیدوں کیونکہ اس کا قرض مجھے دینا ہے۔ یزدجرد نے اُسی دم اپنی تلوار کا پرتلہ جس کی قیمت ایک ملک کا خراج تھا۔ چکی والے کو دیدیا جب چکی والے نے اسے اس قسم کا اہل ثروت پایا اور وہ قسمت کا مارا بوجہ تکان کے نہایت ہی عاجز ہو رہا تھا۔ لیٹتے ہی نیند آگئی اُسی کمبخت چکی والے نے شاہی قیمتی لباس کے لالچ میں یزدجرد کو نہایت ہی بیرحمی سے قتل کیا۔ اُس کا لباس اُتار کر اُس کی لاش کو پانی میں پھینکدیا ؎

زمانہ چو باد است و باد از نخست ۔۔۔ نقابہ از رخ گل بعزت کشد

پس از ہفتہ در میان چمن ۔۔۔ تنش را بخاک بذلت کشد

گہت بر نشاید بر خش مراد ۔۔۔ گہت بر زپالان نکبت کشد

جب صبح ہوئی لشکر و رعیت ملکر ۔۔۔ ہم گروہ ہو کر بادشاہ یزدجرد کی تلاش میں نکلے جب وہ تلاش کرتے کرتے بن چکی پر پہونچے۔ وہاں کچھ آثار اسکے قیام کے اُن کو لگے۔ اور پھر بہت تجسس کے بعد اُن کو اصلی واقعہ کا سراغ لگ گیا۔ آخر انہوں نے اُس بن چکی والے کو بھی ہلاک کر دیا۔ یہہ واقعہ سنہ ۳۱ ہجری مطابق سنہ ۶۵۱ عیسوی اگست کی ۳۰ تاریخ کو ہوا ؎

از مکافات عمل غافل مشو۔ گندم از گندم بروید جو ز جو

بعض مورخ کہتے ہیں کہ سنہ ۳۱ میں یزدجرد قتل ہوا اور اُس کی لاش معاویہ اپنے عبا بچھا کر اصطخر کے گورستان شاہان گران عجم میں رکھ آیا۔

یزدجرد کے مرنے کے بعد سلطنت ایران مسلمانوں کے قبضہ میں آگئی اور اسلامی علم ہر ایک جگہ پڑھانے شروع کر دیئے گئے۔ اور الٰہی عظمت اور خدائی جلالیت کا آوازہ اللہ اکبر موذن ہر ایک جگہ اور ہر ایک گاؤں اور شہر میں بلند کرنے لگے۔ اور اُس مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں لبوں کی نکلی ہوئی چمکتے ہوئے

آفتاب کی طرح پوری ہوئی۔ جس کا مضمون یہ ہے کہ جب کسرے ہلاک ہوگا تو اسکے بعد کوئی دوسرا کسرے تخت نشین نہیں ہوگا۔ اور ملک ایران کے علمانوں کے قبضہ میں آجائیگا۔

اسی سال میں ابوسفیان بن حرب بن اُمیہ ابو معاویہ نے رحلت کی اور اسی سال میں قسطنطنیہ ہرقل نے ایک جرار لشکر جمع کرکے دریا کی راہ سے ارادہ فتح دیار اہل اسلام کیا۔ کہتے ہیں کہ قسطنطین تین سو جہاز سرداران روم سے لبالب ہمراہ رکھتا تھا۔ حضرت عثمان رضؓ نے یہہ حال سنا تو حضرت عبداللہ بن سعد رضؓ کو دریا کی راہ سے اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضؓ کو خشکی کی راہ سے روانہ کیا حاکم مصر اور بادشاہ روم باہم متفق ہوکر مسلمانوں سے جنگ کرنے لگے لڑائی کی ایسی گرم بازاری ہوئی کہ جانبین سے مخلوق خدا مقتول اور مجروح ہوئے آخر کار بوجہ حمایت اسلام ہی غالب آئی اور مخالفوں کو شکست فاش ہوئی قسطنطین ہمراہ چند آدمیوں کے جو مشکل سے اپنی جان کو انہوں نے ڈوبنے سے بچایا تھا۔ جزیرہ صقلیہ میں جا پہنچا صقلیہ کے رہنے والوں کو جب اُسکے بھاگ آنے کی خبر پہونچی کہ بادشاہ روم یہاں بھاگ کر آیا ہے سب نے اُسکے پاس آکر کہا کہ اے قیصر تیری شومی بخت اور نحوست طالع سے تمام نصارے قوم تباہ ہوگئی اور ان میں اب اسقدر بھی سکت اور طاقت نہیں کہ اگر عربی سپاہ نصاری کے استقبال کا ارادہ کریں لشکر تو درکنار تھوڑی سے آدمی بھی اُس ملک سے نکال سکتے ہیں۔ بغیر ہاتھ پاؤں ہلانے کے وہ ملک کے مالک بن سکتے ہیں۔ بعد بہت قیل وقال اہل جزیرہ نے قسطنطین قیصر روم کو حمام میں قتل کیا اب مصر اور دیگر اکناف اطراف مصر کے مسلمانوں کے زیر حکومت ہوئے اور عبداللہ بن سعد کو وہاں کا حاکم مقرر کیا گیا۔ عبداللہ بن سعد کا تقرر حکومت مصر پر اسلام کے لئے برکت کا باعث ہوا۔ کہ اُس نے شمالی افریقہ پر چڑھائی

کرنے کا ارادہ کیا۔

تقریر کے کچھ عرصہ بعد ہی عبداللہ نے چالیس ہزار آدمیوں کی جمعیت لیکر شمالی افریقہ کو توکل نچدار روانہ ہوا۔ مصر کی مغربی حد کے گذرنے کے بعد اُس کو صحرائی لیبیہ میں سے ہو کر گذرنا پڑا جو سخت ہی ریگستان تھا۔ لیکن اسکی فوج میں ایسے اُونٹ تھے جو ریت کے ٹیلے میدانوں میں چلنے کے عادی تھے۔ اور یک سخت کوچ کرکے بعد وہ شہر طرابلس کی فصیلوں کے سامنے فروکش ہوا۔ طرابلس اُسوقت بھی ساحل پر ایک نہایت اہل ثروت اور امارت اور اعلیٰ درجہ مستحکم شہر تھا۔ یہہ جگہ مضبوطی میں ایک قابل تعریف جگہ تھی۔ اُس کی نگہبانی اور حفاظت اور مدد کے لئے رومی فوج آئی۔ اس کو لشکر اسلام نے ساحل بحر پر ہی حملہ کرکے تتر بتر کر دیا۔ اور بہت آدمی تہ تیغ کئے تلوار اہل اسلام ہوئے۔ اسوقت اگر اہل اسلام کا قبضہ طرابلس پر سمجھا جاوے تو بیجا نہیں۔ رومی جرنیل جرجیس نامی نے ایک لاکھ بیس ہزار آدمی پھر جمع کرکے اپنی صوبہ طرابلس کو دشمن کے پنجہ سے بچانے کے لئے اہل اسلام کے مقابلہ پر آمادہ ہوا۔ اور ساتھ ہی اپنی بیٹی کو جو نہایت خوبصورت اور فن سپاہ گری سے اعلیٰ درجہ کی واقف تھی ساتھ لایا۔ وہ ہر لڑائی میں اپنے باپ کے ساتھ اپنی شجاعت اور اپنی پسرانہ مردی کی داد دیتی رہی۔

عبداللہ بن سعد کی فوج جو طرابلس کے محاصرہ کے لئے آمادہ ہو رہی تھی جرجیس کی امداد کی خبر سنکر عبداللہ نے محاصرہ شہر سے باز رکھا۔ اور اس کے مقابلہ کے لئے آگے قدم اُٹھایا۔ تاکہ اُسکو پہلے ہی سے تلوار سے اسلامی کیا جاوے۔ اور اس کی سفر کی تکان کو سنان کی تیزی سے سقر مکان بنایا جاوے۔ دونوں مخالف افسران فوج کے درمیان تھوڑی سی گفتگو ہوئی۔

عبداللہ بن سعد۔ اے جرجیس یا دین اسلام قبول کرو یا جزیہ دو۔

جو جیسیں - میں اسلام کو مانوں گا - اور نہ ہی جزیہ دونگا -

اسپر جنگ کی گرم بازاری ہوئی - اور جانبین سے بہادر جوان اپنی اپنی کمالی اور جان نثاری کی داد دے رہے تھے - تلواروں کی چمک اور گھوڑوں کے قدموں کا غبار برق اور سیاہ گھٹا کا ناظرین کو سین دکھا رہا تھا - عبداللہ بن سعد جانتا تھا کہ نیکنامی اور شہرہ آفاقی کا باعث یہاں کی کامیابی ہے - خداوند کریم پر توکل کرکے وہ ہر ایک پہلو سے اپنی فوج کے دل کو ابھارتا کبھی عربی لہجہ میں شعر سنائے - اور کبھی جہاد کی فضیلت بیان کی - اور کبھی خود غرض دشمن کی فوج پر جا پڑا - غرضکہ وہ بار بار دشمن پر حملہ کرتا تھا - ادھر جرجیس بھی خوب مردانگی سے لڑتا تھا - کیونکہ وہ بھی جانتا تھا کہ میری حکومت کا دارمدار سارا اسی لڑائی پر ہے - جسطرف جاتا اُس کی بیٹی بھی ہمراہ ہی جاتی تھی - اور وہ دو قسم کے ہتھیاروں سے انوکھے انوکھے کرتبوں سے بہادروں کے دل لے جاتی تھی - کہیں تلوار نے اگر خطا کیا ہے تو شمشیر نگاہ اپنا لقمہ بنائے نہ چھوڑتی تھی - سنان حدیدی اگر خالی ہیں تو کیا سنان مژگانی بھالا کب خالی جاویگا - گویا ہر ایک طرح وہ لوگوں پر حملہ کرتی تھی - اور لوگ اس کی ہر ایک حرکت سے دنگ رہجاتے تھے - مدت تک سرگرمی سے لڑائی ہوتی رہی - مگر جانبین سے کسی کو کوئی صورت اپنی فیروزمندی کی نظر نہ آئی مختلف جگہ اور مختلف موقعہ پر لڑائی ہوئی - علی الصباح لڑائی شروع ہوتی تھی اور نہ نازت آفتاب کی وجہ سے عین دوپہر کو لڑائی بند ہو جاتی تھی - اسوقت جنگجو اور غازی لوگ مارے تابش آفتاب کے مثل ماہی بے آب بیتاب ہو کر اپنی خیمہ گاہوں میں پناہ گزین ہوتے تھے -

جرجیس سپہ سالار درمیان مارے غصے کے دانت پیستا تھا - اور حیران تھا کہ میری اسقدر عظیم فوج کو اس تھوڑی سی اسلامی فوج نے ناک میں دم کر رکھا ہے

کہ کوئی پیش جانے ہی نہیں دیتی۔ سوچتے سوچتے اُسے یہہ تدبیر سوجھی کہ اسلامی فوج کے سپہ سالار عبداللہ کو قتل کرایا جاوے کیونکہ وہ اپنی فوج کی روح رواں ہے۔ اس کے قتل ہونے سے تمام مسلمانوں کے چھکے چھوٹ جاویں گے۔ اور میں مظفر و منصور ہو جاؤنگا

؎ تدبیر کند بندہ تقدیر کند خندہ۔ اُس نے اپنی فوج میں اشتہار دیدیا کہ جو شخص عبداللہ کو قتل کرکے اُس کا سر میرے پاس لاویگا اُس کو اپنی محبوبہ اور بہادر لڑکی اور ایک لاکھ اشرفی بطور انعام دیجاویگی۔

اس انعام کی عظیم الشانی اور اُس دلربا شہزادی کی شادی سے ممتاز ہونا یہہ دو میوں میں اسقدر جوش پیدا کرنیوالا ہوا کہ گویا نئے سر سے زندگی اور پست ہمتوں کے لئے جائے شرم ہے۔ ہر ایک اس انعام کے حاصل کرنے کے لئے کوشش کرنے لگا۔ ادھر تو ہشیاری اور جانبازی کی تیاری بوعدہ وصل شہزادی ادھر مسلمانوں کے دل بوجہ اس منحوس اثر خبر سن کے کانپ گئے۔ اور اپنی سپہ سالاری عبداللہ کی جان بچانیکا فکر کرنے لگے۔ اور اور عبداللہ کو صلاح دی کہ آپ کی سلامتی اور ہمارے پشت پناہ ہونا یہہ ہماری لئے ایک نعمت عظمیٰ ہے اسلئے بہتر ہے کہ آپ میدان جنگ سے کنارہ کش رہیں ہم خود بفضل خدا سنبھال لیں گے۔ لیکن یہہ بھلا ممکن تھا کہ بجز کسی سرپرست اور محرک کے لوگوں کے دل قائم رہیں۔ عبداللہ رض کی غیر حاضری کا الٹا اثر پڑا کہ آپ کی فوج جو آگے بہادری سے لڑ رہی تھی۔ وہ بے حوصلہ ہوگئی۔ بطور مردے پیدا شود و کارے بکند عین وقت لڑائی میں جب کہ دونوں طرف سے بہادر اپنی شجاعت کی داد دے رہے تھے۔ اور لڑائی نہایت سرگرمی سے ہو رہی تھی۔ اور مسلمانوں کا حوصلہ پست ہوتا جاتا تھا غیبی نصرت کیطرح اچانک زبیر رض جو قریش کے شریف قبیلہ میں سے ایک عربی نوجوان تھا۔ تھوڑی سی کمک لیکر میدان جنگ میں اپنے ہم مذہب مسلمان بھائیوں کیطرف آموجود ہوا اور اسے معلوم ہوا کہ اسلامی لشکر کا پلہ ہلکا ہے۔ اور ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ کہ افسر فوج

کہاں ہے لیکن وہ کہیں نظر نہ آیا۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ عبداللہ سپہ سالار فوج اسلام اپنے خیمہ میں ہے۔ تو زبیر نے سیدھا خیمہ کا رخ کیا۔ اور وہاں جاکر اس کی اس پست ہمتی پر کچھ ملامت کی۔ عبداللہ نے عرق بجبیں ہو کر اپنے پیچھے رہنے اور اپنے آپ کو میدان جنگ سے علیحدہ رکھنے کی وجہ بیان کی۔ زبیر نے کہا کہ یہ گھبراہٹ کیسی کونسی بات ہے۔ تم ہی ایک اشتہار اس مضمون کا اپنی فوج میں دیدو کہ جو شخص جرجیس کا سر کاٹ کر لائیگا تو اس بہادری کے صلہ میں اس کو ایک لاکھ اشرفی اور ماہرو شہزادی دختر جرجیس انعام میں ملیگی۔ عبداللہ نے اس نصیحت پر عمل کیا کہ اس مضمون کا اشتہار اپنی فوج میں دیدیا۔ دوسری صبح کو تھوڑی سی فوج روانہ کی۔ جو بچاؤ کے لئے کافی خیال کیجا سکتی تھی۔ اور باقی فوج کو اپنے کمپ میں رکھا جب آفتاب سمت راس پر پہونچا اور دونوں طرف کی فوجیں تھکی ماندی اپنے خیمہ گاہوں میں چلی گئیں تو عبداللہ اور زبیر اپنی پس ماندہ فوج کو لیکر تھکے ماندے رومیوں پر نہایت سرگرمی سے حملہ آور ہوئے۔ خوب لڑائی کے بعد زبیر نے رومی سپہ سالار کا پتہ لگا لیا اور اس کو قتل کر ڈالا۔ وہ اُس محبوبہ ماہرو شہزادی جوہر ایک معرکہ میں اپنے باپ کے ہمرکاب رہا کرتی تھی۔ اس کے انتقام لینے کو آگئے بڑھی۔ اسلامی فوج نے اُس کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اور وہیں گرفتار ہو گئی۔ رومی فوج کو شکست فاش ہوئی۔ اور وہ نہایت ہی دولت مند شہر سفیطلہ کی طرف فرار ہو گئے پھر مسلمانوں نے وہاں جاکر بھی اس شہر کو فتح کر کے محبوب لوٹا تھا۔

جرجیس قتل ہو گیا۔ اور لڑائی ختم ہو گئی۔ ظاہر میں اسی مشتہرہ انعام کا دعویدار عبداللہ کو معلوم نہ ہوا۔ کیونکہ اسے زبیر نے قتل کیا تھا۔ جو اپنی محلصانہ دلسوزی سخا استرضا الٰہی اور کوئی خیال نہ رکھتا تھا۔ وہ خاموش تھا۔ الا اُس کی بیٹی اُس ہمدرد نوجوان زبیر کو دیکھ کر روتی تھی۔ جس سے اس فتاح کا نام ظاہر ہو گیا۔ اور معلوم ہو گیا کہ

زبیرؓ نے اس کے شقی باپ کو مارا ہے زبیر کے سامنے وہ انعام پیش کیا گیا اُس نے اس انعام کے لینے سے انکار کیا۔ اور کہا کہ میں اپنی جانبازی اعلاء کلمۃ الحق جو اسلام ہے اس کے لئے کسی بہتے نہ اشیاء دنیوی کی خاطر۔ میں اپنے انعام اُس محسن مولی سے جسکا انعام لاانتہٰ ولاانقضی ہے قیامت کو بہشت میں جاکر لونگا۔

اس فتح و نصرت یزدانی مقام کے بعد مال غنیمت وغیرہ کے اُس مخلص خدا دوست جوان زبیر کو مدینہ منورہ کی طرف حضرت عثمان رضؓ خلیفہ ثالث کی خدمت میں روانہ کیا گیا مدینہ میں مسجد اعلیٰ میں اُس نے تمام حالات جنگ جرجیس وغیرہ کو مجمع عام میں بیان کیا لیکن اپنی خدمت کا ذکر تک بھی نہیں کیا۔ گو ہمراہیوں سے یہہ سب کچھہ معلوم ہوچکا تھا کہ یہہ معرکہ اسکی بہادری اور تلوار سے طے ہوا ہے۔ اس کی اس اخلاص کی وجہ سے اس کی قابلیت کی قدر و منزلت اور بھی دوبالا ہوگئی۔ اور ہر ایک شخص اُس کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ اور اس کا نام اخباروں یا جلسوں میں خالد اور عمر کے ساتھہ لیا جاتا تھا۔

بعد فتحیابی طرابلستان وغیرہ گردو جوار عبداللہ نے دیکھا کہ اس کی بہادر فوج دو فراحتوں کی وجہ سے بہت کمزور اور کم ہوگئی ہے۔ کیونکہ کچھہ تو شہید ہوکر راہی ملک بقا ہوئے۔ اور رہی سہی بیماری سے ناچار وہ اس کو اس قابل نہیں پاتا تھا۔ کہ اپنی مفتوحہ ملکوں پر قابض ہوسکے۔ اسلئے وہاں کسی کسی جگہ اپنا حاکم مقرر کرکے پندراں ماہ کی جنگجوئی کے بعد وہ اپنے فاتح اور شجاع فوج کو جو اب اس کی تعداد بہت تھوڑی ہی رہگئی ہے۔ مصر میں واپس لیکر آیا۔ جو اُسکا اصل دارالخلافہ اور جائے قیام تھا۔ اس فتح سے مسلمانوں کو بے شمار مال غنیمت اور اسیر ہاتھہ میں آئے۔

خدا کے فضل سے خلیفہ ثالث کے زمانہ میں واقعی فتح و ظفر کا کمال ہوا۔ کہیں

نیشاپور سے خراج آتا ہے۔ کہیں افریقہ کی طرف سے محاصل بیت المال میں جمع ہو رہا ہے غرضکہ ہر ایک قسم کی خدائی نصرت دکھائی دے رہی ہے۔ لیکن جہاں خار ہے وہاں گل بھی ہے اور یہاں کمال ہے وہاں زوال۔ اب وہ دن بھی قریب آگئے ہیں کہ موسم خزاں اپنی زبردست دل آزار طاقت سے پھولوں کو پژمردہ کردے۔ اور کمال کو زوال سے مبدل ؎

اس گلشن ہستی میں عجب دید ہے لیکن ؎ جب چشم کھلے گل کی تو موسم ہے خزاں کا

اب پہلی بدشگونی تو حضرت اقدس فداہ امی وابی محمد رسول اللہ کی مہر کا حضرت عثمان سے چاہ رومہ میں گر جانا۔ جس سے زوال نعمت کے لئے ایک خفی نشان کا پتہ ملسکتا ہے۔ اور پھر صحابہ کرام کا بوجہ قربت نبی امیہ جو جلاوطنی سے حضرتؐ واپس منگوائے تھے اور پھر اعلیٰ مراتب پر اُن کو مقرر کیا گیا تھا۔ اور اُن کے وظائف کی ایزادی میں بیت المال کے خرچ ہو جانے کی بھی بوجہ جبلی عادت فیاضی کی پرواہ نہ کی جاتی تھی۔ بہت کچھ ناگوار معلوم ہوتا تھا۔ سو اب ہر ایک طرف سے خزاں کی ہوا شروع ہوگئی۔ اور واقعہ شہادت اور حاضری دربار حضرت محمد رسول اللہ صلعم کا وقت قریب آگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زمانہ خلافت میں ایک سپہ سالار معیرہ بن شعبہ تھا۔ ہندوستان کی طرف بھی روانہ کیا تھا۔ وہ مطے منازل اور قطع مسافت کرتا ہوا کالی کٹ پر پہنچا۔ گو عربی بولی کی مہارت تو کسی کو نہ تھی۔ لیکن اسلام کی روحانی فیض اور الٰہی نصرت نے ایسی مقناطیسی طاقت وہاں پر نمودار کی کہ اسلامی خوبیوں (اس شہر کے والی جو راجہ مومن تھا مسلمان کئے بغیر نہ چھوڑا۔ پھر تمام شہر اپنے حاکم کو دیکھ کر مشرف باسلام ہوا۔ اور صدائے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بجائے رام رام کے بلند ہوئے۔ الحمد للہ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

واقعہ شہادت

یہ پر ملال واقعہ واقعی ایک ایسا جانگداز وقوع ہے جو جہان کی بے ثباتی اور اس دار ناپائیدار کا غدار بیوفا ہونا ثابت کراتا ہے۔ اور رحیم اور سخی دل خلیفہ ثالث کو اپنی جفاکاری سے مظلوم بنا کر دا صل بحضوری حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلعم بناتا ہے سنہ ۳۰ھ ہجری سے فساد ہونا شروع ہوا۔ کیونکہ ہم ذکر آئی بنی امیہ کی قربت اور بڑے بڑے عہدوں پر ممتاز ہونا یہہ کسی کو پسند نہ تھا۔ چنانچہ اہل کوفہ کے ایک گروہ نے آپسمیں کمیٹی برخلاف خلیفہ ثالث کے قایم کی۔ اور آپسمیں کہتے تھے کہ عثمان رضی اللہ تعالے عنہ نے کسی حقدار کو حق نہیں پہونچایا۔ بلکہ اپنی کنبہ پروری کے خیال سے اپنے خویش واقارب کی بہت رعایت کی ہے جہاں کہیں عامل بنانا ہوتا ہے تو اپنے ہی کسی قریبی رشتہ دار کو عامل مقرر کر دیتے ہیں خواہ وہ اس عہدے کے قابل ہو یا نہ ہو۔ جابجا صوبجات اور ملکوں میں اپنے رشتہ داروں کو عامل بنا رکھا ہے۔ باوجودیکہ وہ اس اہم امر اور عظیم الشان طریق حکمرانی سے بالکل بے بہرہ اور ناقابل ہیں۔ دن بدن ایسی ایسی باتیں لوگوں میں شروع ہوگئیں۔ اور مخالفت کے آواز کانوں میں آنے لگے۔ اسپر سعید ابن العاص نے جو اُسوقت والئی کوفہ تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت میں عرضداشت تمام حال کوفہ قلمبند کرکے خفیہ طور پر روانہ کیا اس عرضداشت کے جواب میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ یہہ حکم لکھا کہ جو بانی مبانی فساد ہیں اُن کو ملک شام میں معاویہ کے پاس بھیجدو۔ اس حکم کے آتے ہی سعید ابن العاص نے فوراً تعمیل حکم سے کام لیا۔ اور اس مفسدہ کمیٹی کے ممبروں کو ملک شام میں روانہ کر دیا۔ جو لوگ شام کو بھیجے گئے۔ ان

میں الحارث بن ملک جو اشتر النخعی سے مشہور رہتا۔ اور ثابت بن قیس النخعی اور جندل ابن زہاد اور زید بن صوہان العبدی اور اسکا بھائی معصعہ اور جندب بن زہیر و عروہ بن الجعد اور عمرو بن الحمق بھی شامل تھے۔ جب لوگ شام میں امیر معاویہ کے پاس پہنچے تو وہاں بہت کچھ بحث و مباحثہ اور قیل و قال ہوتی رہی۔ اور دونوں طرف سے مختلف قسم کے سخت جواب و سوال ہوتے رہے آخرش امیر شام نے اُن لوگوں کو سخت ڈرایا۔ اور بڑی بڑی دھمکیاں دیں اور کہا کہ اس مخالفت کا نتیجہ تمہارے حق میں اچھا نہ ہوگا۔ مگر مخالف دل کب سنتا ہے اُنہوں نے ایک نہ سنی بلکہ ایسی ناشائستہ حرکت سے پیش آئے کہ امیر شام کی داڑھی پکڑلی۔ اور بہت سے بے ادبانہ اور ناشائستہ حرکات انہوں نے کیں۔ جن کو حرف بحرف امیر شام نے لکھ کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ کی خدمت میں روانہ کردیا وہاں سے حکم ہوا کہ ان کو پھر سعید بن العاص کے پاس کوفہ میں روانہ کردو۔

جب وہ کوفہ میں آئے تو اس سفر کی برکت یہہ ساتھ ہی لائے کہ پھر برملا حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی شکائت اور مخالفت شروع کردی۔ اور ہر ایک جگہ اور مجالس میں یہی تذکرہ شروع تھا۔ اس تحریک کا یہہ نتیجہ نکلا کہ تمام اہل کوفہ مخالف کمیٹی کے سانہہ متفق الرائے ہوگئے اور تمام کوفہ بغاوت پر آمادہ ہوگیا۔

سنہ ۳۴ ہجری کو سعید بن العاص خود آستانہ بوس حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ ہوئے۔ اور تمام ماجرائے بغاوت اور فساد کا حضرت خلیفہ برحق کے سامنے عرض کیا جسپر حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا۔ کہ کوئی لوگ کیا چاہتے ہیں سعید بن العاص نے عرض کی وہ چاہتے ہیں کہ ابو موسی اشعری ہمارا سردار ہو۔ اسبات کو سنکر حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ نے ابو موسے اشعری کو کوفہ کا حاکم مقرر کرکے کوفہ کی طرف روانہ کیا۔

اب کوفیوں کی آرزو پوری ہوئی۔ اور ابو موسیٰ ان پر حاکم ہو کر آئے۔ انہوں نے آکر ایک مجمع عام میں غالباً جسمیں تمام اہل کوفہ موجود تھے۔ خطبہ پڑھا۔ اور وعظ و نصیحت کی اور اس کے ضمن میں یہہ بھی بیان کیا کہ تم خلیفہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ کی اطاعت سے منحرف ہونا نہ چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں تم پر کوئی اور بلا نازل ہو جاوے۔ یہ بات کو تمام نے قبول کیا اور تمام منقاد و فرمان عثمان ہوئے لیکن کوفہ کے تخالف کا یہہ بھی بد اثر پیدا ہوا کہ صحابہ میں بھی اختلاف ہو گیا۔ ایکدوسرے کو رقعے نامے لکھنے شروع کئے بعض نے لکھا کہ ہم جہاد کریں گے۔ اور عثمان کو معزول کریں گے تم ہمارے پاس چلے آؤ بعض انہوں نے بھی آپسمیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ کی بہت سی شکایات کا دروازہ کھولا۔ اور کسی صحابی نے اُن کو اس مخالفت سے منع نہ کیا غرضکہ ہر ایک طرف سے دروازہ فتنہ و فساد کا کھل گیا۔ وہ لوگ جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ کے شاکی تھے ان کے نام یہہ ہیں۔

زید بن ثابت ابو سید الساعدی جان بن ثابت کعب بن مالک ان کی ماسوائے اور بھی ساتھ شریک اگرچہ نہ تھے۔ لیکن ان باتوں اور شکایتوں کو سنکر خاموش ہو جاتے تھے۔ جن کو الخاموشی نیم رضا کی طرح اسی ہی گروہ کے شمولیت کا ممبر ہونا ثابت کراتا ہے۔

اس فساد اور عداوت کی اول وجہ یہہ بیان کی جاتی ہے کہ خلیفہ ثالث رضی اللہ تعالے عنہ نے ابن سعید العاص (جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلاوطن کروایا تھا اور جس کی نسبت حضرت اقدس صلعم کا حکم خلیفہ اول حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالے عنہ اور خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے عہد خلافت میں قائم رہا تھا) اس کو خلیفہ ثالث عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے واپس بلا لیا تھا۔

وجہ دوم مخالفت حضرت عثمان رضؓ نے مروان بن الحکم کو پانچواں حصہ محصول افریقہ کا جس کی قیمت پانچ لاکھ دینار سالانہ آمدنی تھی۔ دیدیا تھا۔ اس امر کی نسبت شعراء نے بھی اپنے مختلف طریق پر طبع آزمائیاں کی ہیں۔ چنانچہ عبدالرحمن کندی کہتا ہے۔

(ترجمہ ابیات شعار عربی) مجھے خدا کی قسم ہے اُس ذوالجلال خدا نے کوئی عبث اور بے فائدہ نہیں بنایا۔ مگر تو نے ہمارے لئے ایک فتنہ برپا کر رکھا ہے کہ ہم اور تم دونوں اس میں آزمائے جاویں۔

پہلے جو دو خلیفہ گذرے اُنہوں نے تو (بعد رسول اللہ) ایک ہدایت کا بنا رقائم کر دیا تھا اور انہوں نے کوئی دینار و درہم فریب سے نہیں لیا۔ اور نہ ہی بیت المال کو اپنی نفسانی خواہشات میں صرف کیا۔ مگر تو نے ایک ملعون کو اپنا قرین بنایا جس کی تاثیر یہ ہوئی کہ ماسبق طریقہ کو تمام نیست و نابود کر دیا۔ تو نے اہل اسلام کے حقوق کو ضائع کر کے جو مال تمام مسلمانوں کا تھا۔ اُس کا پانچواں حصہ مروان کو دیدیا۔ تو نے اپنی ہی کنبہ پروری کی اور لوگوں پر ظلم کیا۔ اور کسی حق کی حق رسی نہ کی۔ اور ایسے ایسے بہت اشعار ہیں جو حضرت عثمان غنی کی مخالفت پر لکھے گئے جنہوں نے تمام ملکوں میں حضرت عثمان کی مخالفت کی آگ بھڑکا دی۔

تیسری وجہ مخالفت۔ باغ فدک جو بیت المال کا حق تھا مروان نے بوجہ اپنے وسیع اختیارات کے اُس کو اپنے قبضہ میں کر لیا اور اس کی آمدنی جو مسکینوں اور فقیروں کا طعمہ تھا۔ اُس کو اپنی مصارف میں خرچ کرنے لگا۔ اور بیت المال میں ایک پائی بھی تک نہ پہونچائی۔ یہ باغ عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ تک مروانیوں کے قبضہ میں رہا آخرش اُس نے اولاد مروان سے چھین کر پھر بیت المال میں شامل کر دیا۔

چوتھی وجہ مخالفت کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ ہوتے ہی منبر کے دونوں زینہ چھوڑ کر جس پر خلیفہ اول ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور خلیفہ ثانی عمر رضؓ

قیام فرمایا کرتے تھے۔ اوپر کے زینہ پر جہاں سید الانس والجان قیام فرمایا کرتے تھے کھڑے ہوکر وعظ تلقین فرمایا کرتے تھے جو لوگوں کو اور صحابہ کرام کو سخت ناگوار ہی معلوم ہوتا تھا۔

پانچویں وجہ مخالفت۔ لوگوں میں عام چرچا تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قابلیت اور استعداد کا کچھ لحاظ نہیں کیا۔ اور قابل قدر ذی استعداد تجربہ کار لوگوں کو معزول کرکے اُن کی جگہ اپنے خویش واقارب خواہ وہ کوئی بھی تمدنی طریق نہ جانتے تھے بھرتی کر دیا۔ مثلاً عمرو ابن العاص کو معزول کرکے اپنے بھائی عبداللہ ابن سعود کو اس کی جگہ پر مقرر کر دیا۔ اور یہ بھی الزام لگایا جاتا تھا کہ آپ نے تمام بیت المال کا روپیہ مفت خوروں کو جو اکثر آپ کی سسرال کی طرف سے رشتہ دار تھے دیکر تباہ کروایا سو ایسے الزامات نے صحابہ کرام کے دل میں بھی حضرت خلیفہ ثالث کی بہت بدظنیاں ڈال دیں تھیں۔ آپکے مخالف کی رائے کی تردید کوئی نہ کرتا تھا۔ بلکہ آپ کی مخالفت میں جسقدر ہو سکا زیادہ زیادہ ہی فساد برپا ہوتا گیا

جب حضرت عثمان رض کو معلوم ہوا کہ اُن کی فیاضی اور دریا دلی مقتضا داثر پیدا کرکے اُن پر باعث الزام اور جرم ہوئی ہے تو بتقاضائے بشریت آپکے دل کو ایک سخت صدمہ پہونچا جس سے آپ کی طبیعت میں جوش پیدا ہو گیا۔ آپنے منبر پر کھڑے ہوکر بعد حمد وصلوٰۃ ارشاد فرمایا کہ بیت المال کا جمع کرنا بھی خدا کا مال ہے۔ اور اسکا تقسیم کرنا بحیثیت خلیفۃ الوقت ہونے کے میرے اختیار میں ہے۔ جس طرح چاہوں بجز تخالف اللہ

حضرت عثمان ذوالنورین کا اوپر کے زینہ پر جہاں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلعم قیام کرکے وعظ فرمایا کرتے تھے بیٹھنا وجہ تھا کہ آپنے جانا کہ میں بمقابلہ ممکن ہے صدیق اکبر رض کے مستحق ہو سکوں کہ انکی جگہ پر کھڑا ہو جاؤں اور نہ ہی مجھ میں وہ عدالت ہے کہ عمر فاروق کے قیام کی جگہ اختیار کر لوں اب باقی رہا رسول اللہ صلعم ان کے مرتبہ کو میں حاصل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ رسالت اب ختم ہو چکی ہے اور وہاں کا قیام دوسرے شخص کو رسالت کا مرتبہ حاصل نہیں کرا سکتا۔ نہ کوئی اور شبہ ہو سکتا ہے۔

درسول اسکا تصرف مجھے جائیز اور درست ہے۔ پھر یہہ دعا کی کہ اے مولا میرے مخالفوں کو پشیمان کر کہ وہ اس اپنی مخالفانہ کارروائی سے پشیمان ہوویں۔ اور میری مخالفت نہ کریں۔

حضرت عثمان رضہ تعالی عنہ کی یہ تقریر سنکر حضرت عمار ابن یاسر (جوان مسلمانوں میں تھے) جو سب سے پہلے مشرف باسلام ہوئے تھے اور ان کی نسبت حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ عمار میں سر سے پاؤں تک ایمان (کی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے) اٹھہ کھڑے ہوئے اور خلیفہ ثالث کی کلمات کی تردید کی۔ جسپر چند بنی امیہ جو حضرت عثمان کے رشتہ داروں سے تھے اُس بزرگ صحابی پر حملہ آور ہوئے۔ اور اسقدر مارا کہ حضرت عمار غش کھاکر زمین پر گر گئے۔ حضرت عثمان کے اس ظلم کی خبر تمام ملکوں میں پھیل گئی اس زود کوب کو سنکر حسرت زدہ تمام لوگ دست بدندان تھے۔ کہ رسول عربی صلعم کے ایک خاص دوست کے ساتھہ جلاوطن رسول بنی امیہ نے ایسی بدسلوکی کی ہے اور کسی کی ان کے سامنے کیا وقعت ہوگی۔ اب سرگردہ مفسدان ابن کعب کو کچھہ (جو پہلے یہودی تھا) موقعہ ملگیا کہ وہ اپنے یہودی دل کے انش مخالفت کو مسلمانوں کے باہمی جنگی خانہ سے ٹھنڈا کرے۔ اُس فتنہ پرداز نے یمن سے لیکر حجاز اور وہاں سے بصرہ کوفہ شام اور مصر میں جاکر خلیفہ وقت اور انکے مقربان بارگاہ کی برخلاف شکایات کر کے لوگوں کو بھڑکانہ شروع کر دیا اور لوگوں کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زیادہ ارادتمند پاکر حضرت علی مرتضے کی خلافت کا استحقاق ثابت کرنے پر زور دیا۔ اور کہا حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ نے ان کا حق چھین لیا ہے۔ اور تحریر اور تقریر کے اسپر زور دیکر اور لوگوں کے دلوں کو اسطرف جھکا ہوا دیکھہ کر یہہ صلاح دی کہ تمام لوگ جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ کے شاکی ہیں وہ ایک ہی وقت

حصص سے ایک جگہ جمع ہو کر یہ بات بنائیں کہ ہم ارادہ حج کو جمع ہو رہے ہیں۔ جب جمع ہو جاویں تو یکدم مدینہ میں جا کر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عہدہ خلافت سے معزول کر کے حضرت علی کرم اللہ وجہ کو خلیفہ وقت بنائیں۔ ابن کعبہ کو اپنی سازش میں کامیابی ہوئی۔ اور ہر طرف سے لوگ جوق در جوق آنے شروع ہو گئے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ قبائل بنی ہزیل اور بنی مخزوم و بنی غفار کو بہ نسبت عبداللہ بن مسعود رضؓ و ابوذر رضؓ و عمار بن یاسر کی رنجیدگی تھی۔ کیونکہ عبداللہ بن سرح عامل مصر نے لوگوں کو سخت ہی تنگ کر رکھا تھا مقدم الذکر قبائل سے ایک جماعت مدینہ منورہ میں آئی اور حضور خلیفۃ المسلمین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اپنے حاکم عبداللہ بن سرح کی شکایت کی۔ اس شکایت پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نصیحت نامہ جو کچھ تنبیہ اور تہدید پر مبنی تھا عبداللہ بن سرح کو لکھا اور نیچے اس کے یہ حکم لکھا کہ مظلوموں کی دادرسی اور حق رسانی میں نہایت ہی کوشش کو کام میں لایا کرے۔ عبداللہ نے یہ حکمنامہ دیکھتے ہی اور اپنی گوشمالی کو پڑھتے خلاف وزری حکمنامہ کر کے ان بیچارے چپڑاسیوں سے سخت بری طرح سے پیش آیا۔ اپنی تنبیہ اور تہدید کے بجائے ان بیچاروں کی شامت آ گئی۔ اور مظلوموں کی دادرسی کے عوض انہیں ظلم کا بادل برسایا۔

عبداللہ کی اس کارروائی نے مصریوں کے دلوں پر بہت ہی برا اثر پیدا کیا۔ اہل مصر کے ایک گروہ مثل علقمہ و عبدالرحمن بن عدیس بلوی و کنانہ بن بشر اللیثی اور سودان بن حمران السکونی سنہ ۳۹ ہجری کو بجمعیت ایک ہزار جوان مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ تاکہ ابن سرح کی سختیوں اور ظلم سے رہائی پاویں۔ اور ان کے ساتھ محمد ابن ابی بکر رضؓ اور محمد بن حذیفہ بھی تھے۔ اور راہ میں کچھ لوگ کوفہ کے اور کچھ

بصرہ بھی ہمراہی اہل مصر ہو گئے کیونکہ ان کے دل کو بھی ابن کعب نے حضرت عثمان رضؓ کی مختلف شکائتیں سنا کر بدظن کر دیئے تھے۔ بعد قطع منازل وہ لوگ مدینہ منورہ کے باہر تین میل کے قریب خیمہ زن ہوئے۔ یہ بحسب ارادت دلی تین قسم پر تھے۔ بصرہ کے لوگ حضرت طلحہ رضؓ کو دوست رکھتے تھے۔ اور اہل کوفہ حضرت زبیر رضؓ کے ارادتمند تھے۔ اور مصری لوگ اپنے آپ کو حضرت علی رضؓ کے محبوں میں شمار کرتے تھے۔

ارباب خروج نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف عرضداشت لکھی کہ ہم لوگ مظلوم ہو کر یہاں آئے ہیں۔ فیصلہ کرنے کے لئے یا تو ہمارا انصاف کیجئے اور ہماری شکایات کو دور کیجئے۔ ورنہ عہد خلافت سے دست بردار ہو جیئے ہم جس کو چاہیں خلیفہ مقرر کریں۔ ان کے آنے کے بعد جمعہ قریب تھا۔ جمعہ کے دن حضرت عثمان رضؓ باہر تشریف لائے۔ اور ان لوگوں کے ساتھ نماز جمعہ پڑھی۔ بعد اختتام نماز اپنے خطبہ پڑھا۔ اور ان کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا۔

اے لوگو سنو! خدا جانتا ہے اور اہل مدینہ بھی اس امر سے واقف ہیں۔ کہ تم پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے۔ محمد بن مسلم الانصاری نے کھڑے ہو کر تائید کی۔ اور کہا میں بھی اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ واقعی یہ لوگ ملعون ہیں۔ اس بات کے سننے سے اہل خروج کی آتش غضب زیادہ مشتعل ہوئی۔ اور بے تحاشا پتھر برسانے شروع کر دیئے۔ چنانچہ ایک پتھر منبر پر خلیفہ ثالث رضؓ کو ایسا لگا کہ آپ بیہوش ہو کر منبر سے گر پڑے۔ اور لوگوں نے اٹھا کر ان کو ان کے گھر پہنچایا۔

سنا جاتا ہے کہ اہل مدینہ میں سے ہی ایک جماعت نے بھی حضرت عثمان رضؓ کا مقابلہ کیا۔ جو چند معزز صحابی تھے۔ مثلاً سعد بن ابی وقاص و زید بن ثابت رضؓ حسن بن علی کرم اللہ وجہہ اور ابو ہریرہ رضؓ حضرت عثمان رضی اللہ نے انکو

کہ کیفیت تاخیر کے ذریعہ چلے جانے کے لئے کہلا بھیجا۔ وہ چلے گئے اور زیادہ تعرض نہ کیا۔

جب سب لوگ چلے گئے تو حضرت عثمان رضہ مسجد میں تشریف لائے۔ اور آپنے ۳۳ روز نماز لوگوں کے ساتھ پڑھی۔ پھر بوجہ خوف مفسدان مسجد کا آنا ہی چھوڑ دیا۔ بعض ۳۰ دن کہتے ہیں بعض ۴۰ یوم کی ترجیح دیتے ہیں۔ کہ خلیفہ ثالث رضہ ۴۰ یوم تک اپنے دولت سرا میں محصور رہے۔ حضرت عثمان رضہ نے اس گھبراہٹ کے عالم اور پریشانی کے وقت میں جب کہ آپ کو ہر ایک طرف سے نشانات زوال ہی نظر آرہے تھے اور خیال قیام فتنہ کا دل پر اپنا گہرا بنا کر حضرت عثمان رضہ کی حالت کو رحم طلب حالت کر رہا تھا۔ اُسوقت آپنے یہہ تجویز سوچی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کو بلا کر اس معاملہ میں مشورہ کریں اور اسکے دفعیہ کے لئے شاید کوئی صورت نکل آئے۔ آپنے حضرت ابوالحسن کو بلایا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ تشریف لائے حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ اے ابوالحسن اس معاملہ میں کیا کیا جاوے۔ کہ آتش فتنہ فرو ہو۔ حضرت اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجہ نے عرض کی کہ میری رائے میں یہہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ عام دربار لگائیں جس میں تمام لوگ اہل خروج جمع ہوں۔ پھر آپ منبر پر کھڑے ہو کر اس مجمع عام میں آپ اپنے ماسبق فعل اور قول کی سب سے معافی چاہیں۔ اس سے اُمید ہے کہ آپ پر تمام مسلمان خوش ہو جاوینگے۔ اور فساد فرو ہو جاویگا خلیفہ ثالث نے اپنے اُس خلیفہ مشیر اور خیر خواہ اسلام کی صلاح کو پسند فرما کر حکم صادر فرمایا۔ کہ تمام لوگ مسجد میں جمع ہوں۔ جب تمام لوگ کہہ دمہ شریف وضیع مسجد میں جمع ہو گئے اور اُس معمر خلیفہ نے منبر پر کھڑے ہو کر بعد حمد و صلوٰۃ فرمایا۔

یا ایہا الناس۔ آپ جانتے ہو کہ میں بھی ایک انسان ہوں اور انسان سے ہمیشہ سہو و خطا ہوا کرتے ہیں۔ میں اپنے آپ کو معصوم نہیں کہہ سکتا ہوں۔ اگر مجھ سے

کوئی قصور بتقاضائے بشریت سرزد ہوا ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ آپ بموجب فرمان سید الانس والجان محمد رسول اللہ صلعم اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَہٗ کے توبہ کرتا ہوں۔ کیونکہ اسوقت میرے لئے توبہ سے بہتر کچھ اور کوئی چیز نہیں کیونکہ اب میری عمر کا زمانہ اخیر پر ہے۔ جس کو تم میں سے کچھ کہنا ہو وہ کہہ دے ہم انشاء اللہ اچھی طرح سے اسکی حق رسی اور داد دہی میں سعی کرینگے۔ اس خطبہ کے ختم کے بعد آپ منبر سے اُتر کر اپنے دولت سرائے میں تشریف لائے۔ اسوقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کی غیبوبیت میں اس مجمع عام کو فرمایا۔ کہ اے مسلمانوں جو کچھ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ پر واجب تھا انہوں نے کہہ سنایا۔ وہ اپنا حق ادا کر چکے۔ خدا اُن کو توفیق دے۔ اس موثر تقریر سے لوگوں کے دل بدل گئے۔ اور کچھ بدظنی حضرت عثمان رضؓ کیطرف سے لوگوں کے دلوں سے دور ہوئی۔

تھوڑی دیر کے بعد چند آدمی آپ کی ملاقات کے واسطے آپکے در دولت پر حاضر ہوئے۔ مروان نے اُس کے ساتھ بہت بدسلوکی کی۔ جو اُن کو ناگوار گذری۔ جس سے اُن کی دوستی مبدل بہ دشمنی ہوگئی۔ اور فتنہ کی بجھی ہوئی آگ پھر سلگ اُٹھی۔ اور حسن بدظنی کے روپ میں آگئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اہل بغاوت نے شورش کر کے دولت سرائے حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ کو گھیر لیا۔ حضرت عثمان رضؓ نے کھڑکی سے سر باہر نکالکر دیکھا۔ اُسوقت اہل فتنہ نے کچھ سوال معترضانہ طور پر کئے۔ جن کے جواب خلیفہ ثالث رضؓ نے ایسے معقول دیئے۔ اہل فتنہ ہمہ تن مسکوت اور مخجل ہوگئے۔ اور آپ نے اُسوقت یہ بھی فرمایا۔ کہ میں نے اپنے پیارے حبیب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ لَا یَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ اِلَّا بِاِحْدٰی ثَلٰثٍ اَلْکُفْرُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ وَالزِّنَا بَعْدَ الْاِحْصَانِ وَقَتْلُ النَّفْسِ بِغَیْرِ الْحَقِّ۔ کہ

نہیں حلال کسی مسلمان کو قتل کرنا۔ مگر جس ان تینوں میں ایک خصلت پائے کہ وہ مرتد ہوگیا۔ یا سنے بیوی ہوتے زنا کیا ہو۔ یا وہ کسی نفس کو بغیر کسی حق کے قتل کر ڈالے۔ سو میں ذوالجلال خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جسنے مجھے ایمان کی توفیق دی ہے میں ایمان لانے کے بعد مرتد نہیں ہوا۔ اور مجھے قسم ہے اُس عالم پروردگار کی میں اُس گھڑی تک مرتکب زنا نہیں ہوا۔ اور مجھے قسم ہے اُس عالم الغیب والشہادۃ کی کہ میں نے اُتنک کسی متنفس کو ناحق قتل نہیں کیا۔ بلکہ جب سے اُس میرے پیارے حبیب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے ہاتھ کو بیعت رضوان میں اپنا ہاتھ قرار دیا تھا تب سے میں نے اس ہاتھ سے اپنی عورت کو مساس بھی نہیں کیا۔ ایسی دلاویز اور دلسوز تقریر سے ان معترضوں کے سینہ میں غضب کی آگ کچھ فرو ہوئے اور صلح کرنے پر راضی ہوگئے۔ مگر کنانہ بن بشر و نیز دیگر رشتہ دار کنانہ وہ راضی نہوئے۔ اور فساد کی شرارت کو زیادہ ہی زیادہ مشتعل کیا۔ اور اشتعال نار فساد میں سعی کرتے رہے

حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ نے اہل فتنہ کو دیکھا کہ بشر وغیرہ ہمراہی اس کے اس فساد کو کسی حد تک پہونچائے بغیر نہیں رہیں گے۔ آپنے حضرت عبداللہ بن عمر رضہ کو بلا کر مشورہ کیا کہ تمہاری اس معاملہ میں کیا رائے ہے اور یہہ فتنہ کس طرح بجھ ہوسکتا ہے۔ اسپر عبداللہ بن عمر رضہ نے اہل فتنہ سے دریافت کیا کہ تم کیا چاہتے اُنہوں نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ مسند خلافت حضرت عثمان چھوڑ دیں۔ جس کو چاہیں۔ خلیفہ اپنی طرف سے بنائیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضہ نے یہہ حال دریافت کرکے حضرت عثمان رضہ کو عرض کی کہ اے خلیفۃ المسلمین آپ جانتے ہیں کہ آپ کی عمر قیامت تک تو رہتی نہیں۔ اگر آپ اس خوف سے عہدہ خلافت کو چھوڑ دیں گے تو سراسر بدعت میں داخل ہوگا۔ اور پھر لوگوں میں امر رائج ہوجا ویگا۔ کہ جب وہ چاہیں خلیفہ کو تخت خلافت سے معزول کر دیویں گے۔ اور اپنے منشا کے مطابق

وہ قابل ہو یا نہ ہو۔ خلیفہ مقرر کردیں۔ آپ قتل سے نہ ڈریں۔ کیا آپنے حضرت محمد رسول اللہ صلعم سے (فداہ امی وابی) نہیں سنا۔ کہ آپکے شان میں فرمایا تھا یا نزع قمیص الی اللہ پہر ظاہر ہے کہ یہہ قمیص امر خلافت ہے آپ اس کو نہ اتاریں آپ بموجب فرمان کتاب وسنت مخالفین کو دعوت فرماویں اگر قبول کرلیں فبہا ورنہ آپ اپنا حق ادا کرنے میں معذور خیال کئے جاوینگے۔

اس مذکورہ بالا مشورہ پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ اپنی طرف سے مخالفین کی طرف دعوت الی اللہ کے لئے مغیرہ بن شعبہ کو ارسال کیا۔ حضرت مغیرہ نے موافق کتاب وسنت بہت کچھ وعظ ونصیحت کیا۔ بھلا مخالف دل اسکو کیوں قبول کریں گے۔ مخالفین کو وہ کارروائی بالکل مخالف طبع بیٹھی۔ اور حضرت مغیرہ بن شعبہ اس مفوضہ ڈیوٹی میں ناکامیاب ہی واپس آئے۔

پہر خلیفہ ثالث رضی اللہ تعالی عنہ اس اہم کام پر عبداللہ بن سلام کو اس کام پر تعینات کیا۔ انہوں نے جاکر مخالفوں کو مخاطب کرکے کہا یا ایھا الناس تم نے کیوں ناحق خلیفہ ثالث کے خون گرانے پر کمر باندھی ہے۔ خدا اور رسول صلعم سے ڈرو اور اپنے امام کی اطاعت میں ثابت قدم رہو۔ اگر تم خلیفہ رسول صلعم کو شہید کروگے تو یہہ بدرسم تا قیام قیامت دور نہ ہوگی۔ خلفاء قتل کئے جاوینگے ان کا گناہ تمپر ہی ثابت ہوتا جائیگا۔

دوسرے یہہ کہ جب حضرت سید جن وانس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے ہیں تب سے خدائے محافظ فرشتے اس مبارک شہر کی حفاظت کرتے ہیں تمہارے خلیفہ کے قتل سے وہ اپنی محافظت کو چھوڑ دینگے۔ پہر تم کو ہمیشہ اپنے دشمنوں سے سخت سخت تکلیفیں اور مصیبتیں جھیلنی پڑینگی

تیسرے یہہ کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ کے تم لوگوں پر کئی حق ہیں۔ تم اُن حقوق

کوانہی وقت ہی اپنی گردنوں سے اُتار سکو گے کہ جب حضرت عثمان خواب گاہ آرام فرما رہے ہوں تو اُن کو جگانے کی بھی تکلیف نہ دو کیونکہ یہ نہم الادب ہے چونتیسویں سال کہ اب اُن کا زمانہ زندگانی کا پیمانہ لبریز ہونے کے قریب ہے۔ تو اُن کو اس بڑھاپے کی حالت میں کیوں ستاتے ہو رحم کرو۔

بہلا شخص کا سخت دل اور کینہ سوز سینہ ایسی ایسی قابل قدر باتوں سے کب کچھ حصہ لے سکتا ہے مخالفوں نے ان باتوں کو کانوں میں ہار دیا۔ اور اپنے اندرونی جوش سے ہم نہ ہارا عبداللہ بن سلام بھی اپنے عہد کے اصلاح انداز نتیجہ سے محروم ہی پھرے اور کچھ کامیاب نہ ہوئے۔ پھر حضرت عثمان رضؓ نے عمرو بن العاص کو ارسال کیا وہ بھی پہلوؤں کی طرح فرعون ثمالث کی مانند قوم سے جواب ہی جواب پاکر واپس چلے گئے۔

جب یہ سفیر یکے بعد دیگرے اپنی سفارت کی ڈیوٹی کو پورا کر آئے۔ لیکن وہاں کچھ بھی کام نہ چلا۔ تو پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی یہ کام بجز حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کبھی سرانجام نہیں ہوگا۔ آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلا کر اس سفارت کی تکلیف دیجئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو جب صلاح عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت اسد اللہ رضی اللہ تعالیٰ کو بلایا۔ آپ حاضر ہو گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ آپ مہربانی فرما کر اس مفسد قوم کو سمجھا دیں۔ کہ یہ میری بے حرمتی اور خونریزی سے کیا حاصل کرینگے۔ حضرت علی رضؓ سفیر ہو کر تشریف لیگئے اور مخالفین کو حضرت عثمان رضؓ کی عنایت سے امیدوار کیے اور خود ذمہ دار ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس دولت پر تشریف واپس لائے۔ اور حضرت خلیفہ رضؓ وقت سے عرض کی کہ یہ لوگ حاکم مصر کے شاکی ہیں۔ ان کی منشاء ہے کہ عبداللہ بن سرح کو معزول

کر کے اُس کی جگہ محمدؓ ابی بکر حاکم مصر مقرر کیا جاوے۔ موجب صلاح حضرت علی کرم اللہ وجہہ محمد ابن ابی رضی اللہ عنہما کے نام قلمرو مصر کے حاکم ہونے کا پروانہ لکھدیا اور مصر کی حکومت محمد بن ابی بکر مع اہل مصر کیطرف روانہ ہوئے جب محمد بن ابی بکرؓ نے اہل مدینہ سے رخصت ہو کر مصر کی راہ لی اور چند منزلیں ہی قطع کی تھیں کہ ایک شخص کو دیکھا کہ حضرت عثمان غنی رضہ کے شتر پر سوار ہی۔ اور مصر کیطرف چھپٹ پائے ہوئے جا رہا ہے اُس کو بلا کر پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں جاتے ہو۔ (شتر سوار) میں قاصد خلیفہ زمان حضرت عثمان رضہ کا ہوں اور والئی مصر کیطرف خلیفہ دوران کا پیغام لئے جا رہا ہوں (محمد بن ابی بکر رضہ) کیا تیرے پاس کوئی فرمان یا خط ہے۔ (شتر سوار) نہیں جب تلاشی لیگئی تو ایک خط سربمہر نکلا جس میں لکھا تھا

خلیفہ وقت عثمان کی طرف سے والی مصر کو یہہ حکم ہے کہ جب محمد بن ابی بکر رضہ وغیرہ مصر میں پہنچے تو اُس کو قتل کر دینا۔ اور بعض کو جو فلاں فلاں ہے اُن کو قید کر دینا اور مصر کے دار الخلافہ کو اپنے ماتحت رکھنا۔ کسی کو نہیں دینا۔

جب محمد بن ابی بکر رضہ نے یہہ مضمون دیکھا وہاں سے واپس آئے اور ساتھ ہی تمام اہل مصر کو واپس لائے۔ اور وہ فوجیں اہل بغاوت جو شاید مدینہ سے ابھی دو تین منزل تک ہی مدینہ سے واپس گئے ہونگے سب کی طرف آدمی بھیجدیا کہ تم لوگ سب مدینہ منورہ کو واپس چلے آؤ۔

محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واپس آتے ہی وہ خط حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حضور میں حاضر کیا۔ کیونکہ اُنہیں کے ذریعہ یہہ اہم معاملہ طے ہوا تھا۔ حضرت علی رضہ نے خلیفہ دوران حضرت عثمان رضہ سے دریافت کیا کہ یہہ خط آپکا ہے حضرت عثمان رضہ نے کہا واللہ مہر اور شتر میرا ہے اور خط میرا نہیں۔

بعد تحقیقات کے معلوم ہوا کہ اس فتنہ کا بانی مروان ہے اور حضرت اس سے

بری الذمہ ہیں۔

اب اس خط کی تلافی اس طرح قرار پائی کہ مروان کو قتل کر دیا جائے مروان کو اہل فتنہ نے طلب کیا۔ لیکن حضرت عثمان رضہ نے بخیال فتنہ کے اپنے گھر سے باہر نہ آنے دیا مخالفین کو یہ بات از حد ناپسند اور ناگوار گذری اسی دم انہوں نے حضرت عثمان رضہ کے گھر کا محاصرہ کیا۔ اور پانی وغیرہ اندر جانا بند کر دیا۔

حضرت عثمان رضہ نے بالاخانہ سے اہل بغاوت کو کہا کہ تم خدا اور اسلام کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا میں وہ نہیں ہوں کہ جب حضرت سید الانس والجان محمد رسول اللہ صلعم مدینہ میں تشریف لائے تھے ان کے لئے کوئی پانی کا کنواں نہ تھا کہ وہ پانی پیویں تو بیئے چاہ رومہ کو اپنی گرہ سے خرید کر کے مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا تھا۔ آج میں وہ ہوں کہ اس کنوئیں سے تو کیا دریا کا پانی مجھ سے روک دیا گیا ہے انہوں نے کہا۔ اللھم نعم۔ پھر میں قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا میں وہ نہیں کہ مسجد نمازیوں پر تنگ آگئی تھی تو بموجب فرمودہ وعدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیئے لوگوں کے گھر خرید کر کے مسجد کو فراخ کر دیا۔ آج میں وہ ہوں کہ تم نے مجھ کو اسی مسجد سے روکدیا ہے کہ دو رکعت نماز بھی نہیں پڑھ سکتا۔ قالوا اللھم نعم۔ پھر میں قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا میں وہ عثمان نہیں ہوں جسنے اپنے خاص مال سے جیش عسرت کی تیاری کی۔ قالوا اللھم نعم پھر قسم دیکر کہا کیا میں وہ نہیں ہوں کہ جب میں حضرت محمد رسول اللہ صلعم (فداہ ابی و امی) کے بشیر مکہ پر تھا۔ ساتھ آپکے ابوبکر رضہ اور عمر رضہ بھی تھے وہ پہاڑ متحرک ہوا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پاؤں مار کر فرمایا اسکن ثبیر فانما علیک نبی وصدیق وشہیدان قالوا اللھم نعم۔ پھر آپنے تعجب سے فرمایا اللہ اکبر گواہی دی ہے قسم ہے رب کعبہ کی میں اب شہید ہونگا میں اب شہید ہونگا۔

ایسی رقت آمیز تقریر نے اُن کے سنگین دلوں پر کچھ اثر نہ کیا۔ اور وہ باز آنے والے نہ تھے۔ آخر کار حضرت عثمان رضؓ نے مارے پیاس کے ایک قاصد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں ارسال کیا حضرت علی رضؓ نے بنی ہاشم کے ذریعہ پینے کے پانی کی حضرت عثمان رضؓ کے دولت سرا میں بھجوا دیں اور اپنے دونوں صاحبزادے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عثمان رضؓ کے دروازے پر کھڑا کر دیا۔ کہ ننگی تلوار لیکر بہرا دیں۔ تاکہ کوئی مخالف خلیفہ وقت کو کسی قسم کی اندر جا کر تکلیف نہ دے۔ اسی طرح حضرت زبیر رضؓ اور حضرت طلحہ رضؓ نے اپنے صاحبزادوں کو کہا وہ بھی حضرت حسن حسین رضؓ کی طرح پہرا دیویں۔ اور خلیفہ وقت کی حفاظت جان توڑ کر نہایت سختی سے کریں۔ چاروں صاحبوں نے اپنی مقدور بھر ڈیوٹی میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔ اور دروازہ سے کسی مخالف کو یہ جرات نہیں ہوئی۔ کہ وہ اندر جا کر حضرت عثمان رضؓ کو تکلیف پہنچا سکیں۔

جب اہل خلاف نے دیکھا دروازہ دار الخلافت پر خاندان بنی ہاشم تعینات ہیں۔ ادھر سے ہم اپنے مقصد کو نہ پہنچ سکیں گے۔ موقعہ پاکر پس پشت دیوار مکان کو نقب لگا کر اندر دولتسرائے خلیفہ وقت میں داخل ہو گئے۔ متعلقان و غلامان حضرت عثمان رضؓ کے مقابلہ کرنے پر آمادہ ہوئے۔ حضرت رضؓ نے اُن کو روک دیا۔ اور کہا اب میرا وقت ہو چکا ہے۔ اسلئے مجھے رات کو اپنے پیارے حبیب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے اور آنحضرت صلعم فرماتے ہیں اے عثمان رضؓ کل ہمارے ساتھ روزہ افطار کرے گا۔ تاہم بھی غیرت کا تقاضا تھا۔ کچھ انہوں نے مقابلہ تو کیا۔ ولیکن بعجلہ لوگ زیادہ تھے کسی کو زخمی کسی کو مار کر محل کی چھت پر چڑھ گئے۔

خافقی شفقی نے اس حالت میں جب کہ وہ سخی رحیم انسان حضرت عثمان رضؓ تنہا بیٹھے ہوئے بڑے اطمینان و استقلال سے تلاوت قرآن شریف کر رہے تھے ایک تلوار ماری

غرض حضرت خلیفہ دوران عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ صائم و قاری کا آیت فسیکفیکہم اللہ وھو السمیع العلیم پر پڑا اور واصل بحق ہوئے۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ) اور اپنی جانبازی اپنے حقیقی مطلوب کے روبرو نہایت ہی خوشی سے کرکے دکھائی۔ اور اپنا نام صفحہ ہستی پر مقتول باللہ چھوڑ گئے۔

اس جانگداز واقعہ کی خبر جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہونچی آپ گھر سے دوڑتے ہوئے آئے ایک طمانچہ حضرت حسن رضہ کے چہرے پر مارا اور ایک دھپڑ حسین رضہ کو لگایا۔ اسی طرح عبداللہ بن زبیر رضہ اور محمد بن طلحہ رضہ کو بھی سخت جھڑکا۔ اور فرمایا افسوس ہے تمہاری اس پاسبانی پر کہ خلیفہ وقت اور دست رسول خدا صلعم شہید ہو جاوے تم یہاں دروازے پر کھڑے ہو۔ تم کو یہاں کس لئے بھیجا تھا۔ آخر ش چاروں صاحبزادوں نے اپنی لاعلمی کا اقرار کیا۔ یہہ واقعہ اسطرف سے نہیں بلکہ بے خبر دیوار پھاڑ کر خلیفہ کو شہید کر دیا ہے۔ اس مقتول خدا سے حضرت علی کرم اللہ وجہ کا غصہ فرو ہوا۔

یہہ واقعہ جانکاہ و دل آزار ذالحج سنہ ۳۵ ایام تشریق میں بمطابق سنہ ۶۵۵ کو درپیش آیا۔ آپ کی عمر اسوقت باختلاف روایات پچہتر برس یا بیاسی برس یا نوے برس کی تھی۔ اور آپکا زمانہ خلافت باراں سال کم باراں یوم تھا۔ آپ کی رسوم تجہیز و تکفین حضرت علی کرم اللہ وجہ نے کرائی اور نماز جنازہ جبیر بن مطعم نے پڑھائی اور آپ کو بموجب ارشاد حضرت امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہ جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال پر ملال پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اراوہ حج کہ مقام میں تشریف لیگئی ہوئیں تھیں۔ جسکر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ پڑھا۔ اور آپنے یہہ شعر پڑھا۔ ؎ کریم از کرم گر زیادہ گشتی عمر۔ تراعطیہ زخمی عمر جاودان بودے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسی لباس میں

دفن کر دیا گیا۔ جو آپ نے قتل کے وقت زیب تن فرمایا ہوا تھا۔ آپ کو غسل نہیں دیا گیا اسی طرح مذبوح فی اللہ مدفون کئے گئے۔

کسی نے حضرت سعید بن مسیب سے پوچھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیا حال تھا تو آپ نے فرمایا۔ بلا ریب وہ مظلوم شہید ہوئے۔ قاتل اُن کا ظالم ہے۔ اسلئے کہ آپ نے کسی سے مقابلہ نہیں کیا۔ اور خداوند تعالیٰ اُن سے بہت راضی تھا۔ وہ خلیفہ رحیم اور نرم دل تھے۔ اور کریم اور بزرگ تھے۔ اور وہ عفت اور اصلاح کے مقتدا تھے۔ اور وہ رشد و فلاح کے امیر تھے۔ وہ بدمعاشوں کو ملک سے نکال دیتے تھے وہ شب بیدار طلب خالق اللیل والنہار میں شیدائے مجنون دار تلاوت قرآن کریم اُن کا وظیفہ تھا۔ خدائی عبادت میں بجز ضروریات ملکداری کے مشغول رہتے تھے اب سچ تو یہ ہے کہ غزوات اور فتوحات ختم ہو چکی۔ اور تقسیم اموال غنائم منقطع۔ آپ کی فیاضی کے باعث آپ کا لقب غنی پڑ گیا تھا۔ اور آپ نے ہزارہا روپے اپنے رفقا میں تقسیم کر دیئے تھے۔ پھر بھی آپ کے گھر میں بے شمار مال پایا گیا۔ جو مخالفوں نے لوٹا اور اس مال کا بہت سا حصہ ایسا تھا۔ جو آپ نے خیر اُمتی کاموں کے لئے علیحدہ جمع کر رکھا تھا۔

آپ کی خلافت اسی طرح واقع ہوئی جس طرح سے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سفینہ مولی رسول اللہ صلعم بیان کرتا ہے۔ کہ جس وقت آنحضرت صلعم مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے اور مسجد کی تعمیر فرمائی تو ایک پتھر آنحضرت صلعم نے اپنے دست مبارک سے مسجد کی بنیاد میں رکھا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کو فرمایا کہ تم اپنا پتھر میرے پتھر کے پاس رکھو۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا۔ کہ تم اپنا پتھر حضرت ابوبکر رضؓ کے پتھر کے پاس رکھو۔ اور پھر حضرت عثمان رضؓ کو فرمایا۔ کہ تم اپنا پتھر حضرت عمر فاروق رضؓ کے پتھر کے پاس رکھو۔ پھر

اسی ترتیب سے خلافت کے بعد دیگرے علی التناسب تیرتے الحجر پہلے حضرت ابوبکر رضؓ خلیفہ ہوئے پھر حضرت عمر فاروق رضؓ۔ اور پھر حضرت عثمان کو پہنچی۔

ذکر عاملان حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مکہ معظمہ میں حضرت عبداللہ ابن جعفر تھے۔ اور طائف میں حضرت قاسم بن ربیعہ ثقفی اور یمن میں حضرت یعلی بن منیہ بھی کہتے ہیں اور بصرہ بن عبداللہ بن عامر اور کوفہ میں حضرت موسیٰ اشعری اور ملک شام میں امیر معاویہ بن سفیان اور حمص میں عبداللہ بن خالد اور فلسطین میں علقمہ بن حکیم۔ اور قنسرین میں حبیب بن عبدالیحلی اور آذربیجان میں اشعث بن قیس اور اصفہان میں صائب بن اقرع اور ہمدان میں ابیہ اوری میں سعید بن قیس اور خراسان میں احنف بن قیس۔ یہ تمام آپ کے زیر حکومت عامل تھے ان کی طرف پروانجات اور ہدایات ملک داری اور ملک گیری تحریر ہوتی رہیں اور آپ کے زمانہ میں بلخ تک فتوحات کا پتہ ملتا ہے۔ چنانچہ حضرت احنف بن قیس کا بلخ سے واپس عرب کو ہونا اور بعد قطع منازل وسطے مراحل بصرہ میں پہنچنا اس کی صداقت کا گواہ ہے۔

عثمان غنی کے قاضی اور کاتب و دربان وغیرہ

مدینہ منورہ کے قاضی حضرت زید بن ثابت تھے اور مکہ معظمہ میں قاضی ابوہریرہ رضؓ اور ملک شام میں قاضی حضرت ابودرداء باقی جو عامل ہوتے تھے۔ اس منصب کو بھی کسی طرح سرانجام دے لیتے تھے۔ کاتب آپ کا مروان بن الحکم تھے۔ اور

دربان افغان حمران غلام اور صاحب شرط عبداللہ بن مجہد سہمی اور محاصرین میں کہا ہے۔ کہ ابن قنفذ تیمی تھا۔ نقش خاتم آمنت باللہ مخلصاً۔

نور الابصار و تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ کی باعصمت بیوی پہلائی کہ امیر المومنین قتل ہوئے گو وہ بھی نیم مقتول تھی کہ حضرت عثمان غنی کے بچاؤ کے لئے جب اُس نے اپنا آپ خلیفہ پر ڈال دیا تھا اگر ایک غلام وہاں نہ ہوتا۔ کہ جس نے اُس کو وہاں سے علیحدہ کر دیا تھا۔ تو یقین تھا کہ وہ بھی اپنی سچی محبت کی داد لیتے بے گناہ اور بزرگ خاوند کے ساتھ ہم دیگر شہید ہو جاتی جواب اسکی نازک انگلیں مجروح دکھائی دے رہی ہیں۔ تو حسن اور حسین رضہ نے اندر جا کر دیکھا تو اُن کو مذبوح پایا۔ اور رونے لگے اور یہ خبر حضرت علی رضہ اور حضرت طلحہ رضہ اور حضرت زبیر رضہ و حضرت سعید رضہ وغیرہ اکابر صحابہ کو پہنچی۔ سب کی عقل جاتی رہی۔ اور اشرجاع کیا۔ اور حضرت علی رضہ نے حضرت حسنین کو اسی طرح کے سوال و جواب کئے جو اوپر لکھے گئے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور لکھا ہے کہ حضرت ابوہریرہ بھی ہمراہ حضرت عثمان رضہ کے محصور تھے۔ حضرت عثمان رضہ نے ابوہریرہ کو کہا خدا کی قسم ہے تلوار نہ چلانا وہ تو میرا مارنا چاہتے ہیں۔ میں مومنین کو اپنی عزیز جان دیکر بچاؤں گا۔ اور مومنوں کا کفارہ ہو جاؤں گا حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں میں نے اپنی تلوار پھینکدی۔ اتنک معلوم نہیں کہ وہ کدھر گئی۔ کعب بن مالک نے اسبارے میں کیا اچھا کہا ہے۔ ؎

وَكَفَّ يَدَيْهِ ثُمَّ أَغْلَقَ بَابَهُ ۔۔۔ وَأَيْقَنَ أَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِغَافِلِهِ

وَقَالَ لِأَهْلِ الدَّارِ لَا تَقْتُلُوهُمُ ۔۔۔ عَفَا اللّٰهُ عَنْ كُلِّ امْرِءٍ لَمْ يُقَاتِلِ

(ترجمہ) اُس نے (یعنے حضرت عثمان رضہ نے) ہاتھوں کو روک لیا اور دروازہ بند کر لیا اور وہ متیقن تھا کہ میرا مولا میرے حال سے غافل نہیں ہے۔ اور اپنے تمام گھر والوں کو کہدیا کہ لڑائی نہ کرنا۔ خدا ضرور درگذر اور معاف کرتا ہے اُس کو جو لڑائی نہیں کرتا

سب سے پہلے گھر میں حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ داخل ہوئے۔ اشتعال غصہ سے جب کہ عقل زدہ ہوا تھا اُس اپنے معمر بزرگ خلیفہ کی داڑھی پکڑی حضرت عثمان رضؓ نے فرمایا یا ابن اخی کہ میرے پیارے بھائی کے بیٹے یہ وہ داڑھی ہے کہ تیرا باپ بڑی عزت کرتا تھا۔ اور اکرام کرتا تھا۔ اس کے سننے سے وہ شرما کر باہر چلے آئے۔ اور کہتے ہیں کہ یسار بن علیاص یا یسار بن عیاض اور سودان بن حمران نے تلواریں ماریں جن کی ضربات سے خون کی چھینٹیں اوڑ کر آیت فسیکفیکھم اللہ پر پڑیں

اور ایک روایت میں ہے کہ عمرو بن حمق نے سینہ بے کینہ پر بیٹھ کر اُس شیر بے یار محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تلوار سے ذبح کیا۔ ابھی اس سے اُن کا غصہ فرو نہ ہوا کہ عبیر بن صابی نے اس کریم النفس خلیفہ کا پیٹ چاک کر دیا۔ یہانتک کہ آپ کی دو پسلیاں بھی ٹوٹ گئیں۔ تعیین قاتل اُس کے سوا اور بھی قول ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدن صایم تھے۔ اور انہوں نے اُس رات کو دیکھا تھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے ہیں۔ اور فرما رہے ہیں۔ تو صبر کر شب آیندہ کو تو ہمارے ساتھ روزہ کھولیگا۔ صبح اُٹھ کر میں غلام آزاد کئے۔ اور آپ اسی دن شہید ہو گئے۔ بعد قتل کے اُن کے خزانے میں ایک مقفل صندوق ملا۔ اُس کو کھولا اور اُس میں ایک اور ڈبیہ تھی۔ اسمیں کاغذ تھا جس پر یہہ عبارت تھی۔ ھذا وصیۃ عثمان بن عفان یشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ویشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ وان الجنۃ حق وان النار حق وان اللہ یبعث من فی القبور لیوم لا ریب فیہ ان اللہ لا یخلف المیعاد علیھا نحیا وعلیھا نموت وعلیھا نبعث ان شاء اللہ تعالیٰ من الآمنین برحمۃ اللہ انتھی۔

(ترجمہ) یہہ عثمان بن عفان کی وصیت ہے جو گواہی دیتا ہے۔ کہ کوئی معبود نہیں سوا اللہ کے

کے جو اکیلا ہے اُسکا کوئی شریک نہیں اور یقینا وہ گواہی دیتا ہے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اُس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور بہشت و دوزخ اور قبروں سے قیامت کے دن اُٹھنا۔ خدائی وعدے خلاف نہیں ہوتے یہ سب سچ ہے۔ اس اعتقاد پر ہم زندہ ہیں۔ اور اسی پر مرینگے۔ اور اسی پر قبروں سے اُٹھیں گے۔ انشاءاللہ خدائی رحمت کے ذریعہ سے ہم امن میں ہونگے۔

اس کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپکے موعظت حسنہ اور اخیری خطبہ لکھکر ہم اُن کی اولاد ازواج کا ذکر کریں تاکہ آپکے تمام حالات پر ناظرین کو بطور ملاحظہ کلد فلان ترک کلد واقعی حاصل ہوجاوے اور عام مخلوقات کو ان کلمات طیبات پر خداوند کریم توفیق عمل رفیق رفیق فرماوے ؎

این آرزوئے من چہ خوش ست　　تو بدیں آرزو مرا برساں

حضرت عثمان بن عفان کے چند کلمات موعظت

(۱) غم آخرت دل میں ایک نور ہے۔ اور غم دنیا دل میں ایک اندھیرا ہے

(۲) تارک دنیا خدا کا دوست ہے۔ اور گناہوں کا تارک فرشتوں کا پیارا ہے جس نے طمع سے کنارہ کیا۔ وہ اہل دنیا کا محبوب ہوگیا۔

(۳) چار چیزیں ہیں جنکو ظاہر اد یکھو تو اُنمیں ایک خوبی ہے۔ اور حقیقت میں وہ چاروں ہی فرض ہیں۔

(اول) نیکوں سے ملنا۔ ایک خوبی ہے اور اُن کی اتباع علی الاصلاح فرض ہے

(دوم) قرآن شریف کا پڑھنا۔ ایک خوبی ہے۔ اور اسپر عمل کرنا عین فرض ہے

(سوم) بیمار پرسی کرنا ایک خوبی ہے۔ اور مریض سے وصیت لینی فرض ہے

چہارم۔ قبروں کی زیارت ایک خوبی ہے۔ اور وہاں جانے کے لئے تیار رہنا فرض ہے۔

(۱) میں خدا کی بندگی کا اقرار باتوں سے پاتا ہوں۔
اوّل خدا کے فرائض ادا کرنے سے
دوسرا خدا کی منہیات سے پرہیز کرنے سے
تیسرا نیک کام جتنے ہیں اُن کا ثواب مالک الملک عطا کریگا۔ اور اُن کی نیک پاداش دیگا۔
چوتھے۔ خدا کے غضب سے ڈر کر برے کاموں کو ترک کر دینے سے۔

(۵) جو شخص متدین اور دیندار ہے اُس کو چھ قسم کے خوف ہوتے ہیں
اوّل خوف خدا کا ہر وقت اُسے خیال رہتا ہے۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اپنے مولا کی بے فرمانی کرنے سے ایمان نہ ضائع ہو جاوے۔
دوسرا ڈر رہے کہ کراماً کاتبین جو دو فرشتے اعمال نیک و بد کے محرر ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کوئی میرا ایسا عمل نہ لکھ لیں جس کی وجہ سے قیامت میں ذلت اور خواری دیکھوں
تیسرا۔ خوف شیطان کا کہ کہیں وہ موقعہ پاکر اس کے عمل کو خبط اور باطل نہ کر دے
چہارم ملک الموت کا خوف کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اُس کی جان قبض کر دے ابھی اُس نے توبہ نہ کی ہو اور نہ ہی اعمال صالحہ کی اُس کو توفیق ملی ہو۔
پنجم خوف دنیا کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنا ہی عاشق بنا کر غم آخرت دل سے محو کر دے۔
ششم۔ اپنے اہل و عیال کا ڈر کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی طرف مائل کر کے خدا کی عبادت سے غافل بنا دے۔

(۶) متقی (جو خدا کا دوست ہوتا ہے) اُس کے پانچ نشان ہوتے ہیں۔

اوّل ایسے شخص کی مجلس سے دین اور ایمان درست اور ترقی پذیر ہو۔ دوم اپنی زبان اور سر مگاہ کو قابو میں رکھے (سوم) دنیا کی خوشی اور ثروت اپنے لئے وبال جان سمجھنا (چہارم) شبہات کے خوف سے حلال چیزوں سے بھی پیٹ نہ بھرنا۔ (پنجم) یہہ خیال کہ تمام دنیا کو نجات ملگئی بس ایک میں ہی ہوں جو ہلاکت کا سامنا کرتا ہوں (۷) میں اس شخص سے نہایت ہی تعجب کرتا ہوں جو جانتا ہے۔ کہ مینے مرنا ہے اور پھر وہ ہنسی اُڑاتا ہے۔ اور جو جانتا ہے کہ دنیا فانی ہے پھر اُس سے دل لگاتا ہے۔ اور جو جانتا ہے کہ دوزخ برحق ہے پھر وہ گناہ کرتا ہے اور جو وہ اُس ہستی مطلق ذوالجلال خدا کا قایل ہے اور پھر دو سرے دن کا ذکر کرتا ہے۔ اور جو اسبات کو جانتا ہے کہ بہشت بھی کوئی چیز ہے پھر وہ دنیاوی تعیش و آرام میں پڑ جاتا ہے۔ اور جو اسبات کو جانتا ہے کہ شیطان اُس کا دشمن ہے اور پھر اُس کے کہنے پر قدم مارتا ہے۔ اور جو تقدیر کو مانتا ہے اور پھر کسی بات کے فوت ہو جانے پر اظہار رنج کرتا ہے۔ اور جو جانتا ہے کہ قیامت کے دن حساب دینا پڑیگا۔ پھر مال جمع کرتا ہے۔

(۸) عارف باللہ کے یہہ نشانات ہوتے ہیں (۱) دل میں رجا و خوف اور زبان پر الٰہی حمد اور تعریف (۳) آنکھوں میں گریہ اور جیا دل میں ترک دنیا و رضا بالقضا

(۹) میں دنیا میں تین باتوں کو پسند کرتا ہوں۔ بھوکوں کو کھانا کھلانا اور ننگوں کو کپڑا پہنانے کو اور قرآن شریف کی تعلیم و تعلم کو۔

(۱۰) دنیا میں دس چیزیں ہیں جو بالکل نکمی ہیں۔

پہلے وہ علم جس سے کوئی مسئلہ نہ پوچھا جائے (اور نہ وہ بتائے) دوسرا وہ علم جو بے عمل ہو۔ تیسرا وہ اوزار جو مستعمل نہو۔ اور کام نہ لایا جاوے چوتھے وہ رائے صاحب جس کی قبول نہ کیا جاوے۔ پانچویں وہ مال جو خرچ نہ کیا جاوے چھٹے ایسی مسجد جس میں نماز نہ پڑھی جاوے۔ ساتویں وہ علم جس کی زہد کی آڑ میں دنیا کے کمانیکا منشا ہو

آٹھویں نمونہ قرآن جس کی تلاوت نہ کی جاوے۔ (اور نہ اسپر عمل کیا جاوے) نائویں وہ سواری جسپر سوار نہ ہوا جاوے۔ دسویں وہ طوالت عمر جس میں سامان آخرت نہ مہیا کیا جاوے۔

اب خطبہ اخیری جو آپنے پڑھا وہ یہہ ہے۔ اما بعد ایھا الناس ان اللہ انما اعطاکم الدنیا لتطلبوا بھا الاخرۃ فلم یعطکموھا لترکنوا الیھا ان الدنیا یفنی والاخرۃ تبقی لاینظرنکم الفانیۃ ولا تشغلکم عن الباقیۃ اثروا ما یبقی علی ما یفنی فان الدنیا منقطعۃ وان المصیر الی اللہ اتقوا اللہ فان تقواہ جنۃ من باسہ ووسیلۃ عندہ واحذروا من اللہ الغیرۃ والزموا جماعتکم واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔ (ترجمہ) بعد حمد و صلوٰۃ اے لوگو خدا تعالےٰ نے دنیا تم کو اسلئے دی ہے کہ تم اس سے آخرت حاصل کرو۔ نہ کہ تم اسی کی طرف جھک جاؤ۔ تمہیں یقیناً سمجھ لینا چاہئے کہ دنیا فناہ ہوجاویگی۔ اور آخرت ہمیشہ رہے گی۔ تم (بیوفا) فانی چیز (دنیا) پر مغرور نہ ہوجاؤ۔ وہ تم کو باقی چیز (آخرت) سے اپنی طرف نہ مشغول کردے۔ تم کو لازم ہے کہ بقا کو فنا پر اختیار کرو۔ پس یقیناً (یاد رکھو) کہ دنیا منقطع ہوجانیوالی ہے۔ اور تم سب خدا کی طرف پھیرے جاؤگے اور خدا سے ڈرو کیونکہ اس (ذوالجلال) خدا تعالےٰ کے عذاب سے یہی ڈرنا بچا سکتا ہے۔ اور اس کی ڈھال ہے اور یہی اُس کے تقرب کا وسیلہ ہے اور اس خدا غیور کی غیرت سے ڈرو اور اپنی اسلامی جماعت کو لازم پکڑو۔ اور خدائی انعام کو یاد کرو۔ جو تم پر کیا گیا۔ جب کہ کینہ توزی اور عداوت تمہارے سینوں میں گھر کر گئی تھی۔ پس اُس (ودود) خدا نے تم میں الفت ڈالدی جس کا یہہ نتیجہ ہوا کہ تم آپس میں اس کی نعمت سے بھائی ہوگئے

یہہ اخیری کلمات طیبات ہیں جو خلیفۂ ثالث کی زبان مبارک سے نکلے - اور پھر آپ نے کوئی خطبہ نہیں پڑھا - مناسب یہی ہے کہ ہم بھی ذوالنورین کو انہی ذوالنورین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اخیری کلمات پر ختم کریں - اور اُن کے متعلقات کا بھی ذکر ہدیہ ناظرین کردیں تاکہ ہر دو بضمیمت کا باعث ہو -

تتمہ

ذکر اولاد وغیرہ کا

حضرت ذوالنورین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نو پسر سات دختر تھے عبداللہ اصغر اُن کی ماں رقیہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم - اور بعض نے کہا ہے فاختہ بنت غزوان یہہ صغیر سن میں ہی فوت ہو گئے تھے یہہ چھہ سال کے تھے - کہ ایک مرغ نے اُن کی آنکھہ میں چونچ ماری تھی اُس سے بیمار پڑے - اور انتقال کیا - دوم عبداللہ اکبر یہہ بڑے تھے عمر میں اور ان کی اولاد بہت بڑھی تھی - مقام منے میں ان کا انتقال ہوا - سوم - ابان مکنی بابو سعید یہہ منجملہ حدیث کے راوی تھے حرب جمل میں ہمراہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا حاضر ہوئے تھے۔ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے یہی بھاگے۔ اور شکست کھائی۔ یہہ ابرص بقول اصنم تھے۔ ایام عبدالملک بن مروان میں والی مدینہ رہے۔ اور خلافت یزید بن عبداللہ میں مرے ان کی اولاد بہت ہے اور اندلس میں ہے۔ پہارم خالد اُن کے اور اُن کی والدہ کے ہاتھ میں وہ مصحف تھا جس پر عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کا خون ٹپکا تھا۔ ایک دانہ اُنکو لات ماری اس سے وہ زمانہ خلافت باپ ہی میں فوت ہو گئے انکو کبیر بھی کہتے ہیں۔ پنجم عمران کی بھی نسل بہت ہے۔ ان کی ماں بنت جندب قبیلہ آزد کی تھی۔ ششم و ہفتم سعید و ولید ان دونوں کی ماں فاطمہ بنت ولید تھی۔ سعید یحیی بابی عثمان تھے۔ معاویہ رضی اللہ تعالے عنہ نے اُن کو خراسان کا والی کر دیا تھا۔ اُسی جگہ پر مارے گئے۔ یہہ معاویہ رض کی طرف سے وہاں پر حاکم تھے۔ ہشتم عبدالملک یہہ بچپن میں فوت ہو گئے۔ ملیکہ ام البنین عیینہ بن حصن فزاری تھی۔ نہم کا ذکر مذکور نہیں۔

لڑکیوں کا جمل رکھنا ہی کافی ہے۔ اب وہ لوگ جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ پر چڑھائی کی تھی۔ بہت سے اُن میں سے مجنون ہو گئے۔ حذیفہ رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں یہہ اول فتنہ تھا اور آخر فتنہ المسیح ہوگا۔ جس کسی کے دل میں برابر دانہ رائی کے بھی محبت قتل عثمان رضی اللہ تعالے عنہ کی ہوگی۔ وہ تابع دجال ہو جاویگا۔

بنا در کہ میں ابو قلابہ سے مروی ہے کہ میں شام میں ہمراہ دوستوں کے تھا میں نے ایک امی کو کہتے سنا ہے۔ وادیا من النار میں جا کر دیکھا ایک مرد ہے۔ دونوں ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے۔ اندھا ہے۔ اور اوندھا پڑا ہوا ہے اور یہہ چلا رہا ہے میں پاس جا کر پوچھا تیرا حال یہہ کیوں ہے اُس نے

کہا میں بھی ایک اُن میں سے ہوں جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے قتل کرنے کے لئے داخل دار عثمان ہوئے تھے۔ جب میں عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس گیا اُن کی بیوی چلائی۔ میں نے اُس کو ایک طمانچہ مارا۔ اُسوقت حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا مالك قطع الله يدك ورجليك واعمى عينك وادخلك النار مجھ کو تن پر سخت لرزہ پڑا اور میں بھاگا اور اب اُن کی دعا کا اثر دیکھ رہا ہوں کہ میرے ہاتھ اور پاؤں کٹے گئے اور آنکھیں اندھی ہوگئیں۔ اب باقی آگ رہ گئی ہے۔ یہ کہہ آعوذ پڑھا۔ اسی طرح ہر ایک آدمی عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے قاتلوں سے مختلف عذابوں میں مبتلا ہو کر راہ ملک بقا ہوئے۔ اللہ تعالےٰ ہم کو اپنی محبت اور اپنے پیاروں کی محبت میں ثابت قدم رکھ کر ہمراہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رحمت کے جوار میں جگہ دے اور اپنے دیدار سے محظوظ کرے آمین ثم آمین الحمد لله رب العالمين۔ والصلوٰة والسلام على سيد المرسلين وعلى اله واصحابه اجمعين الى يوم الدين۔

298

صدیق اکبر } جناب رسولخدا صلعم کے پہلے خلیفہ دنیائے اسلام کے آدم ثانی کی سوانح عمری دیکھنی ہو تو کتاب صدیق اکبر منگالیں۔ آپ کا دل باغ باغ ہو جائیگا۔ قیمت فی جلد ... عکہ

سیرت الفاروق } حجم ۳۲۰ صفحہ۔ حضرت فاروق اعظم جناب رسولخدا صلعم کے دوسرے خلیفہ ہیں۔ آں حضرت صلعم فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضہ کی زبان پر حق بولتا ہے اور شیطان اُن کے سایہ سے بھاگتا ہے دنیائے اسلام میں جسقدر فتوحات حضرت فاروق اعظم نے کئے دنیا کے کسی فاتح میں اسکی نظیر نہیں ملسکتی آپکے حالات بابرکات دیکھنے ہوں تو فاروق اعظم منگالیں۔ قیمت فیجلد ... عکہ ۱۲

حیات صلاح الدین } یعنی سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس کی سوانح عمری یہ کتاب مولوی سراج الدین احمد مؤلف سیرۃ الفاروق وایڈیٹر چودھویں صدی کی تالیف سے ہے۔ اس کتاب کی تقریباً اڑھائی سو صفحہ ہیں۔ جن میں قریباً ۸۰ صفحہ پر ایک دیباچہ ہے جس میں کروسیڈ صلیبی لڑائیوں کی ایک مختصر مگر نہایت دلچسپ اور ضروری تاریخ لکھدی گئی ہے۔ بلکہ اسلامی تاریخ کی دو صدیوں کا ایک آئینہ ہے۔ شروع دیباچہ میں اسلامی تاریخ کے گذشتہ پانسو برسوں کا ایک اجمالی حال دکھلایا گیا ہے اور صلیبی لڑائیوں کے آغاز کیوقت جو کیفیت عیسائی اور اسلامی دنیا کی تھی وہ اسی دیباچہ میں صاف دکھادی ہے سلطان صلاح الدین اسلامی دنیا کا ایک بزرگ اور مہر فامور ہے۔ جنہوں تن تنہا تمام یورپ کے مجموعہ طاقت کو روک کر نہ صرف بیت المقدس اور شام اور بغداد اور مصر کی خلافتوں کو بلکہ تمام ایشیا کو یورپ کے ہاتھوں میں پڑجانے سے بچالیا۔ بیت المال کو صرف فتح ہی نہیں کیا۔ بلکہ افواج یورپ کے سیلاب کے مقابلہ میں محفوظ رکھا۔ صرف ایشیا میں نہیں بلکہ تمام یورپ میں اسکی بزرگی اور نامور ی تسلیم کیگئی ہے۔ سلاطین دنیا میں کسیکی بھی نہیں کی گئی۔ سلطان صلاح الدین کے حالات صرف اسواسطے پڑھنے کے قابل نہیں ہیں کہ ایک نامور شخص کے حالات ہیں بلکہ وہ ایک آئینہ ہے جسمیں عیسائی اور اسلامی دنیا کے اوصاف وخصائص اور عیوب ایک ایسے وقت میں جبکہ وہ دینی ترقیات کے اختیار سے ایکدوسرے سے قریب تھے۔ صاف نظر آتے ہیں اور دونوں قوموں کی اصلی اور اخلاقی حالات کے درمیان ایک نگاہ میں فیصلہ ہو جاتا ہے۔ کہ اسلامیوں کو خدا نے باقی دنیا پر کیسے کیسے شرف اور فضائل عطا کئے ہیں۔ کتاب کے اندر ہے وہ ایک مختصر اشتہار میں دکھایا نہیں جاسکتا۔ اسمیں پڑھنے کے واسطے بہت سا مفید اور ضروری اور دلچسپ مواد ہے۔ اور کتاب نہایت محنت سے لکھی گئی ہے۔ اور نہایت خوشخط اور عمدہ اہتمام سے چھپوائی گئی ہے۔ قیمت فی جلد ... عکہ

سوانح عمری حضرت علی رضہ } سوانح عمری ۹۰۰ صفحہ کی تقریب ہے۔ بڑی ضخیم کتاب ہے دنیا کے تمام سیر تفسیر حدیث کی کتابوں کی ورق گردانی کرکے یہ کتاب تیار کی گئی ہے اسمیں حضرت علی رضہ کے تمام حیرت انگیز کمال حالات مندرج ہیں۔ قیمت فی جلد ... عکہ

... بہار ... سیالکوٹ ... انوار الاسلام ... سیالکوٹ

صاحبان! یہ وہ کتابیں ہیں جنکا مطالعہ کرنا ہر ایک انسان کا فرض ہے یہ کتابیں اشتہاری نہیں بلکہ حقایق و معارف سے مالا مال ہیں، کتابوں کے مطالعہ کرنے سے دین میں اعلیٰ درجہ کی بصیرت حاصل ہوتی ہے ہر قسم کتابیں نورانی بذریعہ وی پی ارسال ہو سکتی ہیں خریدار صاحبان کو لازم ہے کہ اپنا پتہ مفصل اور خوشخط تحریر فرماویں۔ ہمارا پتہ یہ ہے: **منیجر انوار الاسلام شہر سیالکوٹ**

شمائل شریف بنظیر ہر ایک صفحہ کا دوسرے صفحہ پر بالمقابل ترجمہ ۱۳ خوبیاں معہ فہرست مضامین قیمت فی جلد	۸ک	تقدیس الرسول	۲ر	شیخ الورے	۱۰ر
بنظیرہ بنظیر بالمقابل ترجمہ	۱۰ر	دفع طعن نکاح زینب	۴ر	آیات اللہ الکاملہ (ترجمہ حیات النبی)	۰ک
تفسیر فیروزی پہلا سیپارہ جلی قلم	۳صفحہ	عصمت النبی۔ عیسایوں اور آریوں کے اعتراض کا جواب	۲ر	شاہ ولی اللہ دہلوی حنفی اسلام	۱۲ر
پیارے نبی کے پیارے حالات رسول آمہ		آریہ دھرم یا نیوگ کا نادل	۸ر	براہین احمدیہ چہار جلد	۳ے
صلعم کی مفصل سوانحعمری معہ حالات انبیا	۱صفحہ	آریہ مت کی عکسی تصویر نظم میں۔ آریوں کا کچا چٹھا	۸ر	الحق المبین رد توہمات المومنین	۸ر
صدیق اکبر حضرت ابوبکر رضہ کی لائیف	۸ر	عیسائی مذہب کا نوٹوٹ اصول	۸ر	قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے پر	۸ر
امام اعظم	۴ر	نصاریٰ کا بطلان	۴ر	عقائد اہل سنت جماعت۔ امام	۸ر
ذوالنورین تیسرے خلیفہ کے حالات	۶ر	سچی عبادت۔ (نماز انگریزی فارسی۔ بھاشا۔ سنسکرت		غزلی	۴ر
حضرت علی رضہ کی لائیف ۹۰ صفحہ	۳ے	سات زبانوں میں ترجمہ	۲ر	سرچشمہ آبیہ	۱۲ر
حیات صلاح الدین	۶ک	ایک سچے مسیح کی مناجات	۲ر	مجموعہ معجزات محمدیہ	۱۵ر
اسم اعظم حضرت پیران پیر کے حالات	۱صفحہ	الوہیت مسیح و تثلیث کا رد	۴ر	ضرورت المسلمین	۴ر
انسان اور اس کی تقدیر مسئلہ تقدیر کامل	۱صفحہ	دو حصے	۴ر	تائید الحمد والقرآن ایک انگریز	
تفسیر فیروزی۔ سورہ عم	۳ر	نماز اور اسکی حقیقت	۴ر	کا قرآن مجید اور محمد صلعم کی	
تفسیر فیروزی۔ سورہ الرحمن	۱۲ر	اوراد عشرہ مترجم (درس وظیفے)	۱صفحہ	تائید کرنا	۷ر
ایمان صحابہ	۴ر	آسمانی بجلی (شیعوں کا ناس	۴ر	نور اسلام	۶ر
ایک نومسلم کے دس لیکچر اسلام کی		رانڈوں کی شادی گہر کی آبادی	۸ر	مولوی نذیر احمد صاحب کے لیکچر	۱۲ر
صداقت پر	۱صفحہ	فتوح الغیب۔ (پیران پیر کا	۶ک	محسن الملک کے دو شہور لیکچر	۲ر
پیر سید احمد خاکسار دس لیکچر ۳۰ صفحہ	۶ک	زبردست کلام مترجم		ولادت مسیح پر بحث	۳ر
مذاق العارفین	۴ر	نہایت عمدہ کلام ہے		صداقت	۴ر
طریقت التحقیق۔ شیخ سعدی		تفسیر الانبیا		قرآن شریف اور وید کا	
کا تصوف کا رسالہ	۴ر	تذکرۃ الاولیا		مقابلہ	۸ر
مناجات فیروزی	۴ر			اسلام کی حقیقت	۸ر
نعت فیروزی	۴ر			باب ۱۳۱۸	۱۲ر
عیسائیوں کی دینداری		غوث الاعظم	۶ر	سیرۃ العارفین حضرت سرمد رحمہ کی لائیف	۱۲ر
کا نمونہ۔ (بائیبل کی تحریف		دیوان حضرت باہو	۱ر	قوت فیصلہ	۴ر
نہایت عمدہ کتاب دیکھنے		دیوان حضرت غوث الاعظم فارسی	۳ر	اسلام کی پہلی کتاب ۱ دوسری	
سے تعلق رکھتی ہے	۴ر	مفتاح المحبت	۳ر	براہین یوسفی ۳ آسمانی کرک	

منشی کریم بخش ایڈیٹر و پروپرائیٹر و مالک مطبع مفید عام پریس شہر سیالکوٹ